TEXT FLY WITHIN
THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222541

UNIVERSAL LIBRARY

نیستان

(یعنی)

نظمیات قدیم وجدید کا ایک یادگار مجموعہ

اثر:-

علامہ سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی

۱۸۹۱، ۳۴
س ن

دور حاضرہ کا سب سے اچھا رسالہ

پیمانہ

(تاریخ اجراء اگست ۱۹۲۳ء)

Checked 1951
Checked 1969.
Checked 1965

جو رسالہ اپنی اشاعتوں کی استقامت میں مثال قائم کرچکا ہو، اور ساتھا سال سے برابر جاری ہو، اسکے قبول و مطبوع ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں معاصرانہ تعصب، مالی مشکلات، انتظامات اشاعت کی دشوار گذار گھاٹیوں سے گذر کر "پیمانہ" سکون مطلق، اور قدر دوام کے شرف یا بلوغ ہو چکا ہے۔ اسکی کیف آفرینیاں تمام ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل چکی ہیں۔ اور ذوق سلیم فیصلہ کر چکا ہے کہ آج

"ہندوستانی صحافت کا اعلیٰ ترین شیرازہ بند صرف پیمانہ ہے"

ملک کے بہترین انشا پرداز بھی "پیمانہ" کے صفحات ادب پر قلم اٹھاتے ہوئے لرزتے ہیں اسلئے کہ معیار میں بلندی کا تناسب درجہ دوم کی نوع کی موزونیت پیمانہ کا اصول اولین ہے۔ رطب و یابس مضامین سے پاک، حشو و زوائد سے مبرا، اور زبان کی لغزشوں سے معرا صرف "پیمانہ" ہے۔

ملک کی صحیح و بہتر لکھنے والی خواتین اچھے سے اچھے مضامین "پیمانہ" کو بھیجتی ہیں باقی دوسرے رسالوں کو تقسیم ہو جاتے ہیں۔

اب تو "پیمانہ" ہندوستان کا ایک نظیر "جرنل" ہے جس میں علاوہ علمی اور ادبی مضامین نثر و نظم کے ہندوستان اور ماوراء ہندوستان کے اہم واقعات اور ضروری خبریں بھی بصیغۂ "معلومات" ماہانہ درج ہوتی ہیں

ہر نمبر میں دو مختصر فسانے بھی ہوتے ہیں۔ ایک ڈراما کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ہر نمبر مصور کے لیے ایک دلچسپ اعلیٰ ترین نظم ضرور

کیا یہ باتیں "پیمانہ" کا امتیاز خصوصی نہیں ہیں ؟

"پیمانہ" کا ریڈنگ میٹر (صفحات نگارش) اشتہاروں اور لایعنی مضامین سے کبھی نہیں بھرا جاتا اسلئے کہ "پیمانہ" خطرات تجارت سے بہت بالاتر صرف خدا ہے۔ اسکے مدیر ملک کے مشہور شاعر اور مستند ناظم خیام العصر حضرت **ساغر نظامی** (علیگ) ہیں۔

اسکے نگران ملک کے مستند ادیب اور نامور فاضل **علامہ سیماب اکبرآبادی** ہیں۔

اسکے خریدار سب اعلیٰ طبقہ کے افراد ہیں۔ اور اسکی گنجائشیں ملک کے تعلیم یافتہ اور ادب پرست طبقہ میں نہایت وسیع ہیں۔

ہر مہینے جذبات و حسیات کو زندہ کر دینے والی ایک حسین تصویر بھی اسمیں ضرور نظر زیب ہوتی ہے۔

حجم ۸۰ صفحہ مقرر ہے۔ مگر ہر مہینے کچھ صفحات بڑھ جاتے ہیں۔

کیا ایک ایسا جامع و وقیع رسالہ ایک سال کے لئے [illegible] میں کسی طرح بھی گراں ہو سکتا ہے ؟

تمام بے اصول، بد مذاق، پست معیار، اور غیر مفید رسالوں اور مکلف دماغ اخباروں کو اپنی میز سے اٹھا کر پھینک دیجئے اور آج ہی چندہ بھیجکر "پیمانہ" کے خریدار ہو جائیے جسکے ہر دور میں آپکے لئے مسرت و اطمینان، کیف نظر، اور نشاط سماعت محفوظ ہے۔ اور جس کے ہر جرعہ محبت سے آپکے دل و دماغ کو فرحت تازہ اور قوت بے اندازہ حاصل ہونے کا امکان ہے۔ نمونہ ۸ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔ **منیجر "پیمانہ" آگرہ**

نیستان

کتب خانہ

حجازیات

Checked 1975

نظم عنوانات

حجازیات

(۱) ترانۂ وحدت -
(۲) خورشیدِ رسالت -
(۳) مکہؐ کی ایک صبح -
(۴) اے وہ کہ تو سب کچھ ہے -
(۵) عرضِ بیداری -
(۶) استغاثہ -
(۷) گھٹا مدینے سے -
(۸) گنبدِ سبزِ رسول اللہ سے !
(۹) پھولوں کی چادر -
(۱۰) طوافِ کعبہ -
(۱۱) اے قافلے والو!
(۱۲) سن او حجاز زران !
(۱۳) عیدِ قربان سے
(۱۴) بیت اللہ کی تصویر دیکھکر!
(۱۵) ہوازن -
(۱۶) جنت البقیع -
(۱۷) بغداد کی یاد -
(۱۸) اسوۂ رسولؐ
(۱۹) اصلاح الاعمال
(۲۰) خدیجۃ الکبریٰ رضؓ
(۲۱) ایثارِ بتول رضؓ
(۲۲) استغناءِ زہرا رضؓ
(۲۳) بلال رضؓ
(۲۴) بغداد والے سے!
(۲۵) روداد بیداد -
(۲۶) فریاد -

اسرار

(۲۷) بادۂ عرفان کا پہلا دور
(۲۸) طور کی چوٹی پر -
(۲۹) عرفانِ نفس -
(۳۰) جمال و جلال -
(۳۱) دعوتِ روح -
(۳۲) ہمہ اوست -
(۳۳) توہی تو ہے
(۳۴) دھکوڑی کا محویت خانہ
(۳۵) خلوتِ دل

محمل

(۳۶) نمودِ حُسن -
(۳۷) پرستارہ -
(۳۸) مرے دوستانے والے -
(۳۹) حیاتِ مشترک -
(۴۰) اے چراغِ صبحِ سن افسانۂ دوشِ نشاط
(۴۱) استغفائے محبت -
(۴۲) پیامِ آرزو -
(۴۳) ارضِ تاج
(۴۴) جشنِ سلطانی (ایک مجبور کی نگاہ سے)

جنّت کی خطوط - (منظوم)

(۴۵) پہلا خط - ایک صغیرسن بچے کی طرف سے اپنے باپ کے نام -
(۴۶) دوسرا خط - ایک معصوم بچی کی طرف سے اپنی ماں کے نام -
(۴۷) تیسرا خط - ماں کی طرف سے بچوں کے نام
(۴۸) چوتھا خط - باپ کی طرف سے بچوں کے نام
(۴۹) پانچواں خط - بیوی کی طرف سے شوہر کے نام
(۵۰) چھٹا خط - شوہر کی طرف سے بیوی کے نام
(۵۱) - بلبلِ اسیر
(۵۲) دوشیزۂ بہار
(۵۳) نسیمِ برشگال
(۵۴) عرضِ تجلّی
(۵۵) جوشِ انتقام -
(۵۶) ذرّوں کا مستقبل
(۵۷) ؟

نیستان کا حقِ طباعت بحقِ مصنف محفوظ ہے

۷۸۶

تقریب

میری نظمیں سالہا سال سے محفوظ تھیں، اور اونکی یکجائی اشاعت کا مجھے اسوقت تک موقع نہیں ملا تھا، یکایک اونکی اشاعت و طباعت کا خیال پیدا ہوا۔ مجھے نہیں، بلکہ اُن احباب کو جنھیں میرے ہذیانات سے یک گونہ محبت و عقیدت ہے اسلیے التوائے اشاعت کو اون کی دلشکنی کا سبب سمجھکر مینے اس مجموعہ کی اجازتِ طباعت دیدی

اس سے پہلے بھی ایکمرتبہ ایسا ہی خیال ہوا تھا، بعض احباب کو مقدمہ نگاری کی تکلیف بھی دیدی گئی تھی۔ مگر معلوم ہوا کہ مقدمہ نگاری بھی ایک قسم کا احسان سمجھی جاتی ہے۔ بہت ممکن تھا کہ مین خود بعض اُدبا سے التجا کرتا اور یقیناً میری التجا پذیر کرلی جاتی۔ لیکن مین نے انتہائے قدیم الرسمی سمجھکر خارج از بحث کردیا۔ اگر نفس کتاب سے پہلے چند صفحات یا چند سطرون کا اضافہ ضروری ہے تو مین خود بھی لکھنا جانتا ہون اور جو کام مین خود اپنے قلم سے لے سکتا ہون اُسکے لئے دوسرے کو تکلیف دینا غیر مناسب ہے۔

عزیزی **ساغر نظامی** اور **منظر صدیقی** نے مجھسے کہا کہ ہم یہ خدمت انجام دینا چاہتے ہین۔ مگر مین نے اسے بھی گوارا نہ کیا۔ غرض تو نظمون کی اشاعت سے ہے، تبصرہ و تنقید دوسرون کا حصّہ ہے۔

مختلف رسائل مین جو نظمیں چھپین وہ آج یکجائی شایع ہو رہی ہین۔ ان کی اشاعت سے مجھے اپنی ہمہ گیری و ہمہ دانی کا مظاہرہ مقصود نہین ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ ہذیانات منتشر شیرازہ بند ہو کر محفوظ ہو جائین اور جو لوگ میرے کلام سے محبت رکھتے ہین وہ لب باتشنہ نہ رہین۔

ان مین سے بعض نظمین بہت پُرانی ہین۔ اور بعض بالکل نئی۔ ۱۹۱۳ء سے پہلے مینے جو نظمین لکھی تھین، مذاق جدید کو دیکھتے ہوئے ارادہ تھا کہ اُنھین اس مجموعہ سے خارج کردون۔ مگر پھر سوچا کہ بعض حضرات کو میرا وہ رنگ بھی پسند ہے۔ پھر کسی مذاق کی توہین کیون کیجائے۔ لہذا بفحوائے "لارطب ولایابس الا فی کتاب مبین" مذاقِ عامہ کا احترام کیا گیا۔ ممکن ہے کہ دوسرا ایڈیشن بعض اضافون کا حامل ہو۔ اور بعض نظمین نظر انداز کردی جائین۔ لیکن اسوقت جلدی مین کچھ نہین ہوسکتا۔

پھر بھی مذاقِ سلیم رکھنے والون کیلئے اس مجموعہ مین بہت کچھ سامانِ کیف و انبساط مہیّا ہے۔ جو انہین دوسرے ایڈیشن تک بحدِ کافی مطمئن رکھ سکتا ہے۔

یہ کام بڑی فرصت اور پورا انہماک چاہتے ہین، اور حال یہ ہے کہ خدماتِ متعلقہ سے فرصت یک لمحہ میسّر نہین۔ تکلفات و تصنعات سے بمقتضائے عمر مجھے تکلف و احتراز بھی ہے۔ اسلیے مین اس مجموعہ کو صرف شایع کئے دیتا ہون۔ معاقبات کی ترصیع بفضلِ خدا کے ہاتھ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(قصر الادب۔ آگرہ۔ ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء) سیماب (صدیقی الوارثی اکبرآبادی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترانۂ وحدت

"سبحان اللہ۔ سبحان اللہ"

یہ شمس و قمر یہ ارض و سما، سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر رنگ میں ہے تیرا جلوہ، سبحان اللہ سبحان اللہ

عرشِ عالی، فرشِ خاکی، فردوس بریں، پہنائے زمیں
یہ بھی تیرا وہ بھی تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ

جلوے تیرے گلشن گلشن، سطوت تیری صحرا صحرا
رحمت تیری دریا دریا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

خود شاہد اور مشہودِ جہاں، خود جلوہ خود جلوہ گستر
آئینہ اور آئینہ نما سبحان اللہ سبحان اللہ

جو بیخود اور مدہوش ہوا وہ تجھ سے ہم آغوش ہوا
جس نے کھویا اُس نے پایا سبحان اللہ سبحان اللہ

تیری قدرت کا شاہد ہے، تیری صنعت کا قائل ہے
قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ سبحان اللہ سبحان اللہ

نہ فلک پر کوئی مثیل ترا، نہ زمیں پر کوئی نظیر ترا
تو لاثانی تو بے ہمتا سبحان اللہ سبحان اللہ

خود نظارہ اور خود منظر، خود پردہ خود اسکے اندر
خود کعبہ خود کعبے والا سبحان اللہ سبحان اللہ

معمور ترے ہی نور سے ہے پُرنور ترے ہی نور سے ہے
کونہ کونہ چپہ چپہ سبحان اللہ سبحان اللہ

سب نے کب تجھکو پہچانا ہے جسنے جانا اُس نے جانا
جس نے دیکھا اُس نے دیکھا سبحان اللہ سبحان اللہ

باطن بھی تو ظاہر بھی تو اول بھی تو آخر بھی تو
سب کا والی سب کا مولا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر پھول میں تو ہر خار میں تو، ہر دشت میں تو گلزار میں تو
ہر شان نئی ہر رنگ نیا سبحان اللہ سبحان اللہ

تو پردۂ صد اسرارِ ازل، تو مظہرِ صد انوارِ ازل
خود بھید اور خود بھیدوں والا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر گھر تیرا ہر در تیرا، قبضہ ہے دنیا پر تیرا
کیا مسجد اور کیا بتخانہ سبحان اللہ سبحان اللہ

خلوت سے جلوت میں آیا، معنی سے صورت بن آیا — اپنا نظارہ آپ کیا سبحان اللہ سبحان اللہ
تیری حکمت کے حامل ہیں، تیری قدرت سے مملو ہیں — یہ شام و سحر یہ صبح و مسا، سبحان اللہ سبحان اللہ
خود جلوہ اور خود طور بنا، خود ناظر اور منظور بنا — خود برق بنا اور خود موسیٰ، سبحان اللہ سبحان اللہ
قمری کا وظیفہ ہے یا ہو، ”طوطی کہتی ہے توہی تو“ — مرغان چمن کا ہے نغمہ، سبحان اللہ سبحان اللہ
انداز نظام عالم کے کیا کیا جھلکے کیا کیا چمکے — جس نے دیکھا وہ بول اٹھا سبحان اللہ سبحان اللہ
قدرت والا تو مطلق ہے، عظمت والا تو برحق ہے — معبود نہیں کوئی تجھ سا سبحان اللہ سبحان اللہ
شیرین کا حسن ملیح بنا، فرہاد کا حال قبیح بنا — خود قیس بنا اور خود لیلیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
کیوں کر حق پر منصور نہ تھا، کیا تو اوس میں مستور نہ تھا — توہی تو ”انا الحق“ تھا گویا سبحان اللہ سبحان اللہ
میں در در تجھکو ڈھونڈ پھرا، لیکن بیکار ہوا پھرنا — شہ رگ سے بھی تو تو پاس ملا سبحان اللہ سبحان اللہ
تو مولا میں محتاج ترا تو حاکم میں محکوم ترا — تو مالک میں تیرا بندہ سبحان اللہ سبحان اللہ
قادر ہے خود مختار ہے تو، مالک ہے اور دادار ہے تو — جو چاہا تو نے کر ڈالا، سبحان اللہ سبحان اللہ
سیپی کو دئے تو نے گوہر، پتھر میں بنایا آگ کا گھر — یہ تیرا کرم وہ تیری عطا سبحان اللہ سبحان اللہ
ترہرو ترہر بھوکا بھٹکا ہر ایک تجھی سے ہے اٹکا — ہر سانس میں ہے تیرا کھٹکا سبحان اللہ سبحان اللہ
تاریکی ظلمت کو بخشی، رعنائی نکہت کو بخشی — دی شمع کو ضو سورج کو ضیا سبحان اللہ سبحان اللہ
تیری وحدت کا قائل ہے تیری قدرت پر مائل ہے — ڈالی ڈالی پتہ پتہ، سبحان اللہ سبحان اللہ
گو عقل نے بیحد سر ٹپکا گو علم نے بیحد سر مارا — پایا نہ کسی نے بھید ترا، سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ محفل ناز یہ بزم ادا، کہتی ہے جسے دنیا ”دنیا“ — ہے تیرا آئینہ خانہ، سبحان اللہ سبحان اللہ
نظروں میں تیری ذرہ ذرہ، قابو میں تیرے قطرہ قطرہ — قبضے میں تیرے تنکا تنکا سبحان اللہ سبحان اللہ
موسیٰ نے جھلک دیکھی جو تری غش کھا کے گرے حیرت ہو گئی — اور کھتا تھا طور سینا ”سبحان اللہ سبحان اللہ
نوری، ناری، آبی، خاکی، عرشی، فرشی، برّی، بحری — سب تجھسے ہیں کوئی نہیں تجھسا سبحان اللہ سبحان اللہ
بیشک علام الغیب ہے تو، دانا بینا لاریب ہے تو — بے عیب ہے تو اور بے پروا سبحان اللہ سبحان اللہ
تو جب سے بسا ہے نظروں میں، وحدت چھائی ہے آنکھوں میں — ہر چیز پہ ہے تیرا دھوکا سبحان اللہ سبحان اللہ
میری آنکھیں تیرا جلوہ، تیرا جلوہ میری آنکھیں — میری آنکھیں تیرا جلوہ سبحان اللہ سبحان اللہ

پنہاں میرے آب و گل میں، میرے سر میں، میرے دل میں
تیری حسرت تیرا سودا سبحان اللہ سبحان اللہ

وہ نشہ خمارِ الفت کا، وہ جام مئے انسیّت کا
وہ کیف شرابِ محبت کا سبحان اللہ سبحان اللہ

جب روحِ رواں ہو تن سے جدا یا رب لب پر ہو نام ترا
آئے مری رگ رگ سے یہ صدا سبحان اللہ سبحان اللہ

سیماب ترا مسکین بندہ ہے طالب رحم و فضل و عطا
کہتا ہے یہی سجدے میں پڑا سبحان اللہ سبحان اللہ

(نظام المشائخ)

خورشیدِ رسالت

(آغوشِ آمنہ رضؑ میں)

صلِّ علیٰ محمدٍ، صلِّ علیٰ محمدٍ

چھانے کو سطحِ چرخ پر، رحمتوں کی گھٹا چلی — جوش نمو فزوں ہوا، پھول اُڑے ہوا چلی
بھرنے کو اپنی جھولیاں، رنگ بھری فضا چلی — صحنِ چمن میں ناز سے، گاتی ہوئی ہوا چلی

صلِّ علیٰ محمدٍ، صلِّ علیٰ محمدٍ

مہر قدم ہوا طلوع، مشرقِ لاالٰہ سے — جلوہ نما ہوا فروغ، برگ و برِ گیاہ سے
نورِ نہاں عیاں ہوا، مطلعِ مہر و ماہ سے — نکلی عروسِ دلربا، حسن کی بارگاہ سے

صلِّ علیٰ محمدٍ، صلِّ علیٰ محمدٍ

نورِ کمال ضوفگن، چرخِ کمال سے ہوا — مہرِ کرم شعاع زن، سطحِ جلال سے ہوا
پیکرِ عشق سایہ ریز، بامِ مثال سے ہوا — جلوۂ حسن بے حجاب، بزمِ جمال سے ہوا

صلِّ علیٰ محمدٍ، صلِّ علیٰ محمدٍ

شاخِ مراد و آرزو، شکرِ خدا ہری ہوئی — زینتِ ناز و حسن سے سطحِ زمین پری ہوئی
وجہِ سکونِ دو جہاں نازشِ دلبری ہوئی — شاد ہے مادرِ حیات، گود بھی ہے بھری ہوئی

صلِّ علیٰ محمدٍ، صلِّ علیٰ محمدٍ

رشکِ ریاضِ خلد ہے، آج وہ گلشنِ عرب — دامنِ کوہِ طور ہے، وسعتِ دامنِ عرب
طائرِ سدرہ آج ہے زیبِ نشیمنِ عرب — قدسیوں کو پسند ہے، شوق سے مسکنِ عرب

صلِّ علیٰ محمدٍ، صلِّ علیٰ محمدٍ

زیبِ کنارِ آمنہ رضؑ ہے شرفِ عُلا کا چاند — اور کہاں ہوا طلوع، نور بھری ضیا کا چاند
اسکے مقابلے میں کیا آئے بھلا سما کا چاند — وہ مہِ آسمان ہے، اور یہ ہے خدا کا چاند

صلِّ علیٰ محمدٍ، صلِّ علیٰ محمدٍ

آئے جناب مصطفےٰؐ، اُنپہ درود اور سلام — آئیۂ رحمتِ خدا، اُنپہ درود اور سلام
خاتمِ جملہ انبیا، اُنپہ درود اور سلام — اُنپہ صلوٰۃِ دائما، اُنپہ درود اور سلام

صلِّ علےٰ محمدٍ، صلِّ علےٰ محمدٍ

قطرہ ہے بحرِ کائنات اُسکو یمِ وجود کا — ذرّہ ہے بزمِ دوجہان، آبروئے شہود کا
مژدۂ بخشش گناہ، فیض ہے اوسکے جود کا — اُمتیانِ مصطفےٰؐ، وقت یہ ہے درود کا

صلِّ علےٰ محمدٍ صلِّ علےٰ محمدٍ

چشمِ کلیمؑ سے کہو دعوتِ حسن و نور ہے — مکّہ کی ہر گلی گلی غیرتِ کوہِ طور ہے
دیکھ لین اہلِ دل اگر دیکھنے کا شعور ہے — بہرِ زیارتِ نبیؐ پاسِ ادب ضرور ہے

صلِّ علےٰ محمدٍ صلِّ علےٰ محمدٍ

اہلِ نظر کو ہے نوید، ماہِ ضیا کو دیکھ لین — اہلِ وفا کو ہے پیام، شانِ وفا کو دیکھ لین
دیکھنے والے شوق سے، مہرِ ولا کو دیکھ لین — تشنۂ جلوۂ خدا، نورِ خدا کو دیکھ لین

صلِّ علےٰ محمدٍ صلِّ علےٰ محمدٍ

اے مہِ آسمانِ فیض، اک نگۂ کرم ادھر — دیکھ لے چشمِ رحم سے خسرو ذی حشم ادھر
جلوہ نما ہو ایک بار، جلوہ گرِ حرم ادھر — طالبِ دید دیر سے کب سے کھڑے ہین ہم ادھر

صلِّ علےٰ محمدٍ، صلِّ علےٰ محمدٍ

حسرت و آرزو مین دل صرفِ فغان ہے راتدن — دیکھئے صبر آزما، دردِ نہان ہے راتدن
دیدۂ انتظار سے خون روان ہے راتدن — اور مذاقِ دید مین وردِ زبان ہے راتدن

صلِّ علےٰ محمدٍ، صلِّ علےٰ محمدٍ

(صوفی)

مکہ کی ایک صبح

ہرطرف دُنیا مین تھین تار یکیان چھائی ہوئی
تھی ستارون کی نشیلی آنکھ شرمائی ہوئی

صحنِ گلشن مین صبا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
تھی اندھیری رات پر کالی بلا آئی ہوئی

عالمِ ایجاد اک خاموش ظلمت خانہ تھا

برہمن تھا خواب مین، مندر مین بت خاموش تھے
اِن بتون کے طالب دیدار خود روپوش تھے

بت فروش اپنی مشقّت کے تلافی کوش تھے
اور بتگر انہماکِ کار سے بیہوش تھے

جاگنے والا فقط بتخانہ ہی بتخانہ تھا

تیز موجون کا تلاطم تھا سمندر مین خموش
اور تھے آتش کدے کفار کے گھر مین خموش

سر بسجدہ تھا پڑا ناقوس مندر مین خموش
چاند محو خواب تھا تارون کے جھومر مین خموش

کسقدر دلکش فضا کا منظر مستانہ تھا

مست تھے مکّہ کے سب زردار و مفلس نیند مین
خواب آگین کیمیا گر تھا مہوّس نیند مین

بند تھین پھولونکی کلیان، اور نرگس نیند مین
تھی چمن والون کی مجلس کی مجلس نیند مین

سر خمیدہ بوستان مین سبزہ بیگانہ تھا

ناگہان پیدا ہوئے عالم مین آثارِ سحر
مشرقِ طلعت پہ گھر آئے انوارِ سحر

مطلعِ ظلمت پہ چھایا رنگ بیدارِ سحر
آمدِ خورشید کی لایا خبر تارہ سحر

ایک چشم منتظر تھا صبح کا تارا نہ تھا

مشرقِ الطاف کی فطرت مین جو آیا انقلاب
جلوہ گر ”سورج“ ہوا اک، اور قبیلِ آفتاب

بے عدیل و بے مثال و بے نظیر و لاجواب
مجتبیٰ، بدر الدجیٰ، ”شمس الضحیٰ“ گردون جناب

آفتاب اُسکے رخ پر نور کا پروانہ تھا

آمنہؓ کے گھر پہ چمکا مہرِ افلاک جلال
نورِ رحمت بنکے آیا نیرّ برجِ کمال

صبح سے پہلے ہوا، آثارِ شب کا انتقال
بن گئی خورشید عالم، وسعتِ حسن و جمال

کون تھا، جسکو نمودِ صبح کا دھوکا نہ تھا

پھر تو مکہ کیا، زمانے مین اُجالا ہوگیا رات کا منہ نور کی کثرت سے کالا ہوگیا
مطلعِ عالم کا چہرہ حُسن والا ہوگیا لیجئے "شمس الضحیٰ" کا بول بالا ہوگیا

اُسکی ضَوءِ حُسن سے آباد دہرِ ویرانہ تھا

کون وہ شمس الضحیٰ، یعنی محمد مصطفےٰ باعثِ ارض و سما، وہ خاتمِ کل انبیاؑ
احمدِ مرسل، رسول و فخرِ لولاک لما رازِ دوعالم، کلیدِ کُنتُ کنزاً مخفیا

وہ کہ اُس سے قبل دُنیا مین کوئی اُس سا نہ تھا

رحمتِ عالم، شہِ کونین، سردارِ جہان راحتِ جانِ دوعالم، زینتِ کون و مکان
جب ہوئے پیدا تو آیا انقلاب اک ناگہان بید کی مانند کانپا قلعۂ نوشیروان

سرنگون ہیبت سے مکّہ کا ہر اک بتخانہ تھا

وہ ہوا پیدا نبوت ختم جس پر ہوگئی سرزمین مکّہ کی جنت کے برابر ہوگئی
شرک اور وحدت سے بتخانون مین ٹکر ہوگئی دیر کی ساری زمین اللہ کا گھر ہوگئی

ہوگیا برپا وہان کعبہ جہان بتخانہ تھا

کوئی سمجھا اوسکو انسان کوئی انسان سے سوا ماننے والون نے مانا جان و ایمان سے سوا
مرتبہ کوئی نہین "محبوب یزدان" سے سوا اس کا رتبہ ہے دلیل مرتبہ دان سے سوا

تھا جو وہ انسان تو کیون اُسکا کہین سایہ نہ تھا

اُسکے عرفان مین مجالِ عقلِ عالم کچھ نہین ہم بھی کچھ اسکو سمجھتے ہین، مگر ہم کچھ نہین
پوچھتے ہین لوگ سب کچھ پوچھنا کم کچھ نہین اور جواب اپنا، بجز "واللہ اعلم" کچھ نہین

کیا بتائین وہ سراپا نور کیا تھا، کیا نہ تھا

(نظام المشایخ)

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے

مین کیا کہون تو کیا ہے، ہان پاس ادب کچھ ہے   کچھ بھی نہین کہہ سکتا، اس کا بھی سبب کچھ ہے
ہے رنگ حقیقت کچھ، اظہار کا ڈھب کچھ ہے   انجیل مین کچھ خطبہ، قرآن مین لقب کچھ ہے

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

سب کچھ ہے تو اے آقا، کیا اسمین عجب کچھ ہے   انداز لقب کچھ ہے، اعجاز طرب کچھ ہے
کل تیری ادا فہمی کچھ اور تھی، اب کچھ ہے   مومن کی غرض کچھ ہے، کافر کی طلب کچھ ہے

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے

اللہ کا بندہ بھی، اور اسکا پیمبر بھی   پابند علائق بھی، مسکین بھی، تو انگر بھی
آلودۂ غربت بھی، اور خسرو کشور بھی   خود صاحب افسر بھی، خود غاشیہ بردر بھی

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے

تو خلق کا مولا ہے، تو سرور عالم ہے   تو سرِ معظم ہے، تو خُلق مجسم ہے
تو شافع محشر ہے، تو شاہ مکرم ہے   اے وصف سے بالاتر، جو کچھ بھی کہون کم ہے

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے

مومن ترے شیدائی، کافر ترے سودائی   آنکھین تری متوالی، دل تیرا تمنائی
پیدا تری ٹھوکر سے اعجاز مسیحائی   کرتا ہے ملک تیری چوکھٹ پہ جبین سائی

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

موسیٰؑ کا ید بیضا، ہے دست کرم تیرا   یوسفؑ کا رخ زیبا، ہے حسن قدم تیرا
بھرتا ہے دم عیسیٰؑ کس شوق سے دم تیرا   خلّت مین براہیمی مسلک ہے اتم تیرا

اے وہ کہ تو سب کچھ ہے

ہے دین ترا ناسخ ادیان گزشتہ کا   کچھ اور ترے دم سے نقشہ ہوا دُنیا کا
مہمان تجھے کہتے ہین سب عرش معلّیٰ کا   اور عرش کو کہتے ہین سایہ قد بالا کا

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

کہتے ہین تجھے مولا، کلّی بھی حجازی بھی — بندے ہین پجاری بھی، خادم ہین نمازی بھی
مشہور ہے دنیا مین وہ بندہ نوازی بھی — ممنون ہے ٹھوکر کی اعجاز طرازی بھی

اے وہ، کہ سب کچھ ہے!

سایہ کہین سورج نے دیکھا نہ ترے قد کا — تو نور الٰہی ہے غنچہ گُل سرمد کا
جو حسن ہے بے حد ہے، جو وصف ہے بے حد کا — پھبتا ہے مگر تجھ پر ہر حرف محمدؐ کا

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

اُمت تری عاصی بھی، برباد بھی، رسوا بھی — زحمت کشِ عقبیٰ بھی، ذلت کشِ دنیا بھی
تو رحمتِ عالم بھی، تو راحتِ عقبیٰ بھی — اُمت کی مصیبت کا اللہ مداوا بھی

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

مختار ہے ہر شے کا اللہ کے گھر مین تو — ممتاز اجابت کے رنگ اور اثر مین تو
بھولا نہین اُمت کو [illegible] مین تو — پھر ہم کو ہے کیا کھٹکا، ہے اپنی نظر مین تو

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

محتاج ہین مضطر ہین، اے گیسوؤن والے ہم — بے ہمدم و یاور ہین، اے گیسوؤن والے ہم
آوارہ ہین ابتر ہین، اے گیسوؤن والے ہم — بھولے ہوئے تجھ پر ہین، اے گیسوؤن والے ہم

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

اُمید کے دریا مین طوفان سا برپا ہے — موجون کا تلاطم ہے، کشتی ہے نہ بیڑا ہے
بدلا ہوا رُخ ہم سے دنیا کی ہوا کا ہے — ادبار مین آفت ہے، منجدھار مین نیّا ہے

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

منزل ہے ابھی کوسون، اور وقت اندھیرا ہے — چلنا ہے ابھی باقی، اور یاس نے گھیرا ہے
کہتے ہین جسے دنیا، وہ رین بسیرا ہے — اس عالم فانی مین اک آسرا تیرا ہے

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

سرکار تری مولا، دنیا مین نرالی ہے — محتاج ہین سب تیرے، سب کا تو ہی والی ہے
درجہ ترا اعلیٰ ہے، رتبہ ترا عالی ہے — اُمت کا ہر اک خادم تجھ سے ہی سوالی ہے

اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

حسرت یہ ہے آیندہ، گردون نہ لقب کچھ دے　　اسباب عناد دے، کر، سامان طرب کچھ دے
عقبیٰ کا نہیں وعدہ، دنیا ہے تو اب کچھ دے　　دینے میں تردد کیا، مولا ہمیں سب کچھ دے
اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

ہم رنج و مصیبت سے امن اور امان پائین　　ہان اپنے نصیبون کو دنیا مین جوان پائین
جو دل کی مرادین ہین دنیا مین یہان پائین　　مر جائین تو خالق سے گلزار جنان پائین
اے وہ، کہ سب کچھ ہے!

ہم خلق مین ہین رُسوا، خلقت ہے تماشائی　　کہتا ہے کوئی ہمکو وحشی، کوئی سودائی
جو دل کی مرادین ہین، ہم مین نہ توانائی　　مردیم ز استغنا، وقت است کہ باز آئی
اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

ہمدم ہے تو بے بس کا، بیکس کا تو یاور ہے　　تو ہادیِ دنیا ہے، تو شافعِ محشر ہے
تو حامیِ اُمّت ہے، تو خلق کا رہبر ہے　　تو دل کا مداوا ہے، اب حصر تجھی پر ہے
اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

سب کچھ ترے قبضہ مین ہے، دین بھی دنیا بھی　　حسرت بھی ترے در پر لائے ہین تمنا بھی
مرنا بھی ہے اب دوبھر، بیکار ہے جینا بھی　　کر اپنی عنایت سے کچھ کام ہمارا بھی
اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

دنیا مین کہین وقفِ افتاد نہ ہو جائین　　مجبورِ ترِ دامِ صیّاد نہ ہو جائین
مقتولِ جفا ہائے جلاد نہ ہو جائین　　ہم وقت سے پہلے ہی برباد نہ ہو جائین
اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

قوت ہی نہین ہم مین گر گر کے سنبھلنے کی　　اس پیر فلک سے کچھ بیری نہین چلنے کی
اُمید نہین آتا، قسمت کے بدلنے کی　　معلوم نہین اتنی کیون دیر اجل لے نے کی
اے وہ، کہ تو سب کچھ ہے!

سب کچھ ہے تجھے آسان، سب کچھ ہمین مشکل ہے　　فریادیِ مظلومی، ارمان بھرا دل ہے

ہم جانتے ہین کب تو اس حال سے غافل ہے — سب کچھہ تجھے آگاہی، اے مرسلِ کامل ہے

اے وہ، کہ تو سب کچھہ ہے!

بس دیر نہ کر آقا، اعجاز نمائی کر — جو در پہ سوالی ہین اُن کی بھی سنائی کر

زندان غم و ہم سے اُمت کی رہائی کر — ہان عقدہ کشائی کر، ہان عقدہ کشائی کر

اے وہ، کہ تو سب کچھہ ہے!

(نظام المشائخ)

عرضِ بیداری

جاگئے اے سرورِ عالی جناب　　جاگئے پیغمبرِ فصل الخطاب
جاگئے یا شاہِ رسالت مآب　　جاگئے یا خسروِ گردون رکاب

اے بہ سراپردۂ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

جاگئے یا شاہِ رُسل جاگئے　　جاگئے یا شمعِ سُبل جاگئے
جاگئے یا سیّدِ کل جاگئے　　ہے یہی کونین مین غُل جاگئے

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

آپ تو مصروف ہین آرام مین　　اور مسلمان ہین آلام مین
پڑنے لگے تفرقے اسلام مین　　اب دلِ ناکام مسلمان ہین دام مین

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

آپ تو یثرب مین ہین آرام سے　　صبر جُدا ہے دلِ ناکام سے
لُوٹتے ہین مرغ تہِ دام سے　　سخت پریشان ہین آلام سے

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

عالمِ فانی مین ہے طوفان بپا　　صبر شکن شور ہے امواج کا
ہے کوئی کشتی نہ کوئی ناخدا　　ڈوب نہ جائین کہین اہلِ وفا

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

گریہ ہے بیکار، دعا بے اثر　　کوئی بھی لیتا نہین اپنی خبر

آہ! بُرا وقت ہے اسلام پر   آئیے یا سیّدِ خیر البشر

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

اے عربی مطلبی النیاث   اب ہے بڑی تشنہ لبی الغیاث
کہتے ہیں سب شیخ و جبی الغیاث   اُمّتِ بیکس کے نبی الغیاث

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

کیوں نہیں سنتے ہو ہماری لگا   بیکس و بے آس ہیں یا مصطفےٰ
کون سی تقصیر پہ ہے یہ سزا   بولتی چڑیاکی، یہی ہے صدا

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

آپ کو کہتے ہیں حیات النبی   رحمتِ عالم ہیں فقط آپ ہی
جب نہ کریں آپ ہی چارہ گری   کون سنے اُمّتِ مرحوم کی

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

ہے نہ فقط کرب میں ہندوستان   صرفِ ستم بلکہ ہے سارا جہان
دل کوئی پہلو میں نہیں شادمان   کیجئے کچھ چارۂ دردِ نہان

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

آپ کی سرکار سے رحم انتساب   کیجئے رحم، اب نہیں وقتِ حجاب
آپ جو اُٹھیں تو مٹے اضطراب   اس لئے ہے آپ ہی سے یہ خطاب

اے بہ سراپردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

(صوفی)

استغاثہ

(دربار رسولؐ مین)

ایک سرکار بڑی ہے تری سرکارون سے
تیرے دربار کی رونق ہے طلبگارون سے
ربط ہے جذبۂ رحمت کو سیہ کارون سے
تجھے بچپن سے محبت ہے گنہگارون سے

لب پہ اس اُمتِ مغموم کی روداد رہی
عہدِ مادر مین بھی اُمت کی تجھے یاد رہی

وہ ہی اُمت جسے سب خیرِ اُمم کہتے ہین
آج ہے موردِ بیدادِ الم سکتے ہین
اس پہ ارزان ہے اب جسے لوگ ستم کہتے ہین
حال اوس کا نہین معلوم تو ہم کہتے ہین

سخت رسوائی ہے، تدبیر اگرچہ نہ ہوئی
پھر نہ کہنا کہ ہمین اُسکی خبر کچھ نہ ہوئی

ہند سے روز مدینہ کو ہوا جاتی ہے
لے کے اخبارِ ستم بادِ صبا جاتی ہے
حال رو رو کے سنانے کو گھٹا جاتی ہے
ساتھ اِن سب کے غریبون کی دعا جاتی ہے

جمع ہو جاتا ہی دربار مین پیغام ان کا
او معلوم کسی کو نہین انجام اِن کا

اے تری شانِ کریمی پہ یہ اُمّت ہو نثار
کیا یہ پیغام رہین گے یونہی سارے بیکار
اس سے پہلے تو نہ تھا یہ تری رحمت کا شعار
بے اثر بات کا تھا مُنہ سے نکلنا دشوار

متصل بابِ اجابت کا کہا جاتا تھا
پیچھے جاتی تھی دعا، پہلے اثر آتا تھا

آہ! اب ناشنوائی کا ہے شکوہ ہم کو
غیر بھی دیتے ہین دن رات یہ طعنہ ہم کو
مطلقاً بھول گیا فضل خدا کا ہم کو
موردِ قہر سمجھتا ہے زمانہ ہمکو

آسمان سے بھی اشارون مین جواب آتا ہی
اتنے دن مین کہین پیغام سنا جاتا ہے

نہین معلوم کہ سرکار ہین مصروف کدھر
فیصلہ عرضیٔ اُمّت کا نہین مدِّ نظر

اپنا یہ حال کہ ہر وقت ہے حالت بدتر شب گذرتی ہے تو ہوتی نہین اُمیدِ سحر
اِس درِ فیض سے اُمید بندھی رہتی ہے
اور مدینہ کی طرف آنکھ لگی رہتی ہے

روز کہتے ہین کہ اب خط کا جواب آتا ہے رات کے ساتھ ہی اُمید کا خواب آتا ہے
جوش مین روز دلِ خانہ خراب آتا ہے ابتو خود عرضِ تمنا سے حجاب آتا ہے
یون تو ہے شکوۂ بیداد بھی کرنا اچھا
کوئی سُن لے تو ہے فریاد بھی کرنا اچھا

قصّہ کوتاہ، بہت بیکس و مجبور ہین ہم نالہ بیباک جو ہو جائے تو معذور ہین ہم
کیا کرین آپ کی چوکھٹ سے بہت دور ہین ہم ہند مین آہ، نظر بند ہین محصور ہین ہم
آئین ہم ساحلِ طیبہ کے برابر کیونکر
پار سہ کار کرین سات سمندر کیونکر

ہمین قسمت نے کیا بے زر و بے پر ایسا لائے ہم مانگ کے خالق سے مقدر ایسا
کر دیا ہے ہمین او باسے مضطر ایسا آپ دیکھین تو کہین حال ہے ابتر ایسا
کسی پہلو مین وہ اُمید بھرا دل نہ رہا
اب یہ افسانہ سنانے کے بھی قابل نہ رہا

یا نبیؐ! ابتو ہو للّٰلہ عنایت کی نظر بڑھ چلی حد سے زیادہ خلشِ زخمِ جگر
حال یہ ہے کہ ہوا دہر مین جینا دوبھر قوتِ ضبط ہے امکانِ سکون سے باہر
کشمکش رنگ انوکھا کوئی لائے نہ کہین
دلِ بیتاب تڑپ کر نکل آئے نہ کہین

عرضیان سیکڑون سرکار مین گزرین ابتک واے تقدیر نہ حاصل ہوا مطلب ابتک
خوف یہ ہے کہین آجائے نہ شکوہ لب تک منتظر حکم کے بیٹھے ہین آخر کب تک
اسقدر دیر کی سرکار کو عادت تو نہین
آستان دین کا، دُنیا کی عدالت تو نہین

یہ وہ دربار ہے، ہین جسکے موکل جبریلؑ اور منادی ہین جہان آٹھ پہر اسرافیلؑ
مستعدِ خدمتِ تقسیم پہ ہین میکائیلؑ موت کی دیتے ہین دشمن کو سزا عزرائیلؑ

ہین عمرؓ قصرِ رسالت کی وزارت کے لئے
اور صدیقؓ گناہون کی وکالت کے لئے

یہ وہ دربار ہے جسکی نہین دُنیا مین اپیل — فیصلہ اس کا خدا بھی نہین کرتا تبدیل
آپ ہی اُمّتِ عاصی کے ہین واللہ کفیل — لقب "احمدِ مختار" ہے خود اسکی دلیل
آپکے ہاتھ مین دفتر ہی سیہ کارون کا
اختیار آپ کو ہے اپنے گنہگارون کا

یا نبیؐ نامۂ اعمال اگرچہ ہے سیاہ — پھر بھی درکار ہے اسوقت عنایت کی نگاہ
آپ کے ہوتے ہوئے اُمت عاصی ہو تباہ — اجی، لاحول ولا قوۃ الّا باللہ
جوش آیا جو ارادون مین اذیت کے لئے
رحمتین جھوم کے اُٹھین گی شفاعت کیلئے

ہو اگر حکم تو ہم حاضرِ دربار بھی ہون — آستان بوس عنایت کے طلبگار بھی ہون
لطف آجائے جو اس حال مین اظہار بھی ہون — سب گنہگار بھی ہون سامنے سرکار بھی ہون
جالیان تھام کے روضہ کی وہ فریاد کرین
آپ خود دلدہیِ اُمتِ ناشاد کرین

استغاثہ یہ ہے مجبور دلون کی فریاد — دل ہین دُکھے ہوئے، پُر درد ہے اپنی فریاد
حشر اُٹھے گا جو مقبول نہ ہوگی فریاد — پھر کرے گی یہ کہان اُمتِ عاصی فریاد
ہے بڑی بات اگر حاصلِ فریاد ملے
اچھے سرکار مزہ جب ہے ابھی داد ملے

(عوفی)

گھٹا مدینے سے

پیام لائی ہے بادِ صبا مدینے سے
کہ رحمتوں کی اُٹھی ہے گھٹا مدینے سے

الٰہی کوئی تو مل جائے چارہ گر ایسا
ہمارے درد کی لا دے دوا مدینے سے

حساب کیا کہ نکیرین ہو گئے سب خود
جب آئی قبر میں ٹھنڈی ہوا مدینے سے

یہی تو خانہ خرابی کا اک ٹھکانا ہے
چلوں کہاں دلِ دردآشنا مدینے سے

جناب خضر کو ظلمات نے دئے دھوکے
ملا تو ساغرِ آبِ بقا مدینے سے

ہمارے سامنے یہ نازشِ بہار فضول
بہشت لے کے گئی ہے فضا مدینے سے

مزہ ہو اے کششِ دل جو ہند میں برسے
اُٹھی ہے جھوم کے کالی گھٹا مدینے سے

فرشتے سیکڑوں آتے ہیں اور جاتے ہیں
بہت قریب ہے عرشِ خدا مدینے سے

اسی کا فیض ہے دنیا میں یہ وہ چوکھٹ ہے
جو کچھ کسی کو ملا وہ ملا مدینے سے

وداع ہو کے جو مکہ سے آئے بعدِ طواف
گئے نہ لوٹ کے پھر مصطفیٰ مدینے سے

خدا کے گھر کا گدا ہوں، فقیر کرتے نبی
لگاؤ ہے مجھے مکہ سے یا مدینے سے

وطن پہ اپنے ہمیشہ اسی کو دی ترجیح
مدینے والے کو کیا عشق تھا مدینے سے

نہ آئیں جا کے وہاں سے یہی تمنا ہے
مدینے لا سکے نہ لائے خدا مدینے سے

ہم اسکو مرجعِ مقصودِ عشق کہتے ہیں
دلِ حزیں کہیں کھویا، ملا مدینے سے

تڑپ بھی آ و ضریحِ حسینؑ پر سیماب
کچھ ایسی دور نہیں کربلا مدینے سے

(صوفی)

گنبدِ سبز رسول اللہؐ سے

ہم اُڑ کر بھی نہ پہنچیں ہم سے اتنی دور ہو جانا
مبارک گنبدِ خضرا کو نخلِ طور ہو جانا

جو ہاتھوں سے دور ہو، پائے شکستہ سے اور بھی دور ہو، وہ طائرِ فکر کی رسائی سے بالاتر ہو جائے تو تعجب نہیں۔ عرش کو سُنا ہے، دیکھا نہیں، لیکن فرش پر جسے عرش سے کم اور سب سے زیادہ عالی پایہ پایا، وہ مدینۃ الرسولؐ کا گنبدِ خضرا ہے۔

(اقامہُ اللہ تعالےٰ الیٰ یوم القیامۃ)

وہ کتنا ہی بلند اور کیسا ہی تعلّی پسند کیوں نہ ہو، کیا مرغِ روح کی سبک سیری کو تھکا دیگا؟ قابلِ رحم ہے مستفسر! قفسِ جسم ٹوٹنے سے پہلے اس کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا۔ نہ جواب مل سکتا ہے!

اچھا! آشیانۂ چشم میں بسنے والی نگاہ، اگر آرزوئے نظّارہ کو سرسبز کر دے تو انعام میں "آنکھیں" دینے کو تیار ہوں تو! پردہ اُٹھا، ایک تاریکی سی ہلتی نظر آئی، اور عالم کی نورانی صبح، صبحِ عید کی طرح نظر افروز ہونے لگی۔ سر جھک گیا دل جھومنے لگا، گریبان کی کھڑکی بابُ الرحمۃ کا دریچہ بن گئی اور میں بیہوش!! عالمِ تحیّر و ماندگی تاویل منفعل ہو جاتا، لیکن کسی کے تصرفِ باطن نے سہارا دیا اور اُسی عالمِ سکوت میں جسم کی دوسری زبان (دل) بولنے لگی، بول پیارے پیارے تھے، لیکن زبان سمجھ میں نہ آئی، ملکوتی ہوگی، قوتِ سامعہ نے در پردہ کچھ رنگِ معانی اُڑا لیا۔ اور ہوش میں آنے کے بعد صدائے فونوگراف کی طرح جو زمزمہ سامعہ نواز ہوا وہ اسطرح قلم بند کر لیا گیا:۔

اے بہارِ باغِ طیبہ گنبدِ سبز رسولؐ — قبۂ فردوس یا گلدستۂ طوبیٰ ہے تو
جلوۂ فطرت سے لبریز تیرا عرض و طول — کیا مدّور مصرعِ برجستۂ طوبیٰ ہے تو

طورِ سینا کی طرح اے سبزۂ کانِ حجاز — جلوہ گاہِ احمدِ محمود بن جاتا ہے تو
دیکھتا ہے دور سے جب تجھکو مہمانِ حجاز — انتہائے جادۂ مقصود بن جاتا ہے تو

آہ! کیا تو ہے کوئی قبۂ ریاضِ خلد کا — یا جنابِ خضرؑ بیٹھے ہیں مگر کھوئے ہوئے
گلشنِ بطحا میں نخلِ آرزو ہے تو و یا — طائرِ سدرہ ہے پرِ سبز پر کھوئے ہوئے

آہ! اے رنگین تاجِ فرقِ بستانِ رسولؐ — پردۂ رنگِ بہارِ زیرِ دامان تجھ سے ہے
ایک تو ہے حاملِ اسرارِ پنہانِ رسولؐ — چھپ نہ سکتا جو کبھی وہ چاند پنہاں تجھ سے ہے

کچھ تجھے معلوم بھی ہے اے نہالِ سبز فام — کون تیرے زیرِ سایہ محوِ خوابِ ناز ہے؟
چپکے چپکے کر رہا ہے کیا کوئی تجھ سے کلام — اسقدر خاموش! کیا تو گوش بر آواز ہے؟

چشمِ ظاہر میں تری افشا ہے رازِ کائنات — گوشِ باطن میں ترے پیدا صدائے یار ہے
لفظ و معنی سے ہے خالی صوتِ سازِ کائنات — کچھ ہمیں بھی تو بتا، تو آشنائے یار ہے

معتکف کب تک رہیں گے تجھ میں سردارِ جہاں — جلوہ آرائی میں اب سرکار کی کیا دیر ہے؟
پھیلتے جاتے ہیں آثارِ شبِ تارِ جہاں — بے تکلف اب بھی سورج کو، یہ کیا اندھیر ہے

وجد میں آ، توڑ دے اپنی حدودِ ظاہری — اور چمکا دے شعاعِ آفتابِ آرزو
عرض کر، سرکار! کب تک یہ قیودِ ظاہری — روئے روشن سے اٹھائے بھی نقابِ آرزو

گنبدِ خضرا! تجھے مینارِ کعبہ کی قسم — صاحبِ گنبد کو دنیا کی خبر للہ دے
کیا تعجب ہے کہ آئے جوش پر ابرِ کرم — جلوۂ بیباک تکلیفِ تجلی گاہ دے

تو بھی دیکھے، ہم بھی دیکھیں، دیدۂ آفاق بھی — تیرے قامت پر ہو عالم شاخِ نخلِ طور کا
مضطرب بھی ہے جہاں، بے صبر بھی مشتاق بھی — کھول دے کب تک چھپائے گا خزانہ نور کا

(صوفی)

پھولون کی چادر

مزار رسول ؐ کے لئے

گلشنِ اسلام اُف وقفِ خزان ہونیکو ہے — پتّہ پتّہ تیرا آخر رائیگان ہونے کو ہے
ایکدن، افسوس تیرے پھول کملانیکو ہے — بجلیون کا تجھ مین اکدن آشیان ہونیکو ہے
ایکدن مٹنے کو ہے تیری نوائے تہنیت — تیری بربادی پہ بلبل نوحہ خوان ہونیکو ہے
جنگلون مین منتقل ہونے کو ہے تیری بہار — تازگی تیری نصیبِ دشمنان ہونیکو ہے

طائرِ شیرین نوا اک دن ترے اُڑ جائینگے
فاتحہ پڑھنے تری غربت پہ مسلم آئینگے

جب فنا ہوجائیگی نیرنگئ صبحِ بہار — پھر سُنیگا کون خوش آہنگئ صبحِ بہار
کیف کا پیدا ہونا ہے دلیلِ خستگی — ہے ثبوتِ خامشی دلتنگئ صبحِ بہار
پھر کہان ہر نگاہِ شوق نیرنگِ طلوع — خاک مین ملجائیگی صد رنگئ صبحِ بہار
تیری بے رنگی مین بربادی کے سب آثار ہین — ہے طلسمِ عارضی ارژنگئ صبحِ بہار

ہمنے کوشش کی بہت استردادِ عزّ و جاہ کی
کیا کرین لیکن، کہ مرضی تھی یہی اللہ کی

دے مجھے دس بیس اپنے پھول زینت آفرین — جنکی خوشبو ہو سرور افزا، مسرت آفرین
جنکے جلوون سے ٹپکتی ہو تجلّئ ازل — جنکی صورت پر فدا ہو آپ صورت آفرین
جنمین بوئے ملّتِ بیضا ابھی تک ہو نہان — اور ہر کونپل ہر اک پتّی ہو نکہت آفرین
انکی حالت سے ہو ظاہر تیرے آثارِ فنا — یاس ریز انکی مہک ہو، رنگ حسرت آفرین

مین انہین لیجاؤنگا چادر بنانے کیلئے
سیدِ طیبہ کی تربت پر چڑھانے کیلئے

چادرِ گلگون چڑھا کر مرقدِ سرکار پر — مین ترا افسانہ لاؤنگا لبِ اظہار پر
تیرے پھولون سے جو پیدا ہو گئی کچھ بیکسی — حال ہوگا تیرا ظاہر سیدِ ابرار پر

انکے اوراق پریشان سے ٹپک نکلیگی یا — رنگ چھا جائیگا قبرِ احمدِ مختار پر
دیکھکر یہ حال یہ رنگ اور یہ کیفیتیں — پڑ ہی جائینگی نگاہیں چادرِ گلنار پر

چشم خواب آگین مگر با صد حجاب آید برون
نرگس مخمور شاید از نقاب آید برون

پھر تو وہ اسلام کے پھولون کی حالت دیکھکر — خود ہی اٹھ بیٹھین گے پامالیٔ ملت دیکھکر
نیند آنکھون سے اُڑ گی اور پہلو سے قرار — صبر کیونکر آئے گا ایسی بُری گت دیکھکر
ایسی حالت مین بھلا مجھکو کہان تاب قیام — مین چلا آؤن گا اندازِ محبت دیکھکر
پھر تو حضرتؐ سیر کرنے گلشنِ اسلام کی — لائین گے تشریف خود ہی وقتِ فرصت دیکھکر

ساتھ ہی انکے نسیم باغِ جنت آئے گی
تیرے دن پھر جائین گے موتی ہوا بدلے گی

پھول جو دیگا مجھے واپس تجھے ملجائینگے — اور لاکھون پھول تیرے صحن مین کھل جائینگے
جو تجھے دیکھیگا حاصل اوسکو ہوگی تازگی — پھر تری نزہت پہ صدہا بیکار دل جائینگے
آتشِ گلزار پھونکیگی نیا صورِ حیات — صدہا جھونپ پھر تماشا اہلِ محفل جائینگے
زمزمہ سنجی سے تو گویا کریگا رات دن — پھر کہان تجھسے جدا ہوکر عنادل جائینگے

از سرِ نو ہوگی پھر دنیا جوان تیرے لئے
لوٹ آئیگی بہارِ جاودان تیرے لئے

لا مرے دامن مین بھردے قابلِ سرکار پھول — پھول وہ جو ہون لپسندِ احمدِ مختار پھول
اس طرح دس بیس کرکے جمع دیدے تو مجھے — پندرہ سولہ ہون گلابی نقرئی دو چار پھول
کچھ نہین تخصیص اسکی ہو چنبیلی یا گلاب — چاہئے جیسے ہون مگر ہون لائقِ دربار پھول
گلشنِ اسلام سے بیچل نگاہِ انتخاب — چھانٹ کر پھر مزارِ سیدِ ابرار پھول

پھول سارے رشتۂ جان مین پروکر لیجیلون
یون چڑھانے کے لئے پھولون کی چادر لیجیلون

(نظام المشائخ)

طوافِ کعبہ

بن جائے مری تقدیر کا چکر

چل اے برگشتہ بختی جانبِ قصائے مولا چل
پھرایا دربدر مجھکو بہت اب سوئے کعبہ چل

یہان سے پابدریا ہو روان یا سر بصحرا چل
غرض چلنے سے ہے، جیسا تجھے چلنا ہو ویسا چل

مجھے اللہ کے گھر صورتِ فریاد پہنچا دے
خدا خانے مین میرا پیکرِ برباد پہنچا دے

ارے مین نے سُنا ہے وہ بڑے ادتار کا گھر ہے
سکون کہتے ہین جسکو، اوسکا سرچشمہ وہان پر ہے

زمانہ مین وہی اک سجدہ گاہِ خلد منظر ہے
جسے جبریلؑ کہتے ہین، وہان کا اک کبوتر ہے

کوئی درگاہ ایسی کب تھی اس درگاہ سے پہلے
خدا کا گھر نہ تھا دنیا مین "بیت اللہ" سے پہلے

"خلیل اللہ" نے اس گھر کو ہاتھون سے بنایا ہے
"ذبیح اللہ" نے ہر اینٹ کو سر پہ اٹھایا ہے

وہ "روح اللہ" نے مژدہ اسی گھر کو سنایا ہے
"رسول اللہ" نے توحید کو اس گھر سے پایا ہے

کوئی معبد کہین پہ ہے کوئی معبد کہین پر ہے
یہی وہ مرکزِ وحدت ہے جو نافِ زمین پر ہے

مین جاتے ہی خدا کے گھر مین یون مسرور ہو جاؤن
ہر اک رنج و مصیبت ہر بلا سے دور ہو جاؤن

پہنچکر نور خانے مین سراپا نور ہو جاؤن
تجلی آفرین مانندِ کوہِ طور ہو جاؤن

نہ اپنی ہو خبر بالکل نہ فکرِ ماسوا مجھکو
نظر آئے وہان کے ذرہ ذرہ مین خدا مجھکو

قریبِ "سنگِ اسود" جب دلِ پر آرزو لائے
تو اُس کے چومنے سے لذتِ آبِ بقا آئے

سمان آنکھون مین "والیل اذا یغشیٰ" کا چھا جائے
سرِ شوریدہ خم ہو کے بھی اوجِ آسمان پائے

مری بیتابیان لے آئین مجھکو اس قرینے پر
کہ ہاتھ اک "سنگِ اسود" پر ہو اور اک ہاتھ سینے پر

طوافِ خانۂ کعبہ کرون سو جان سو دل سے
پھرون ایسا کہ دے قسمت بھی میرا ساتھ مشکل سے
مجھے دیکھین تو اُٹھے شور سب یارانِ منزل سے
کہ پروانہ کوئی لپٹا ہوا ہے شمعِ محفل سے
ہوائے شوق مین یون محوِ ترک و تاز ہو جاؤن
کہ مین جبریلؑ سدرہ کا پرِ پرواز ہو جاؤن

پتہ میرا نہ پائے ڈھونڈنے کو ہر بشر ڈھونڈے
حرم خود اپنی آنکھون سے اِدھر ڈھونڈے اُدھر ڈھونڈے
نگاہِ شوق بھی دیکھے نہ پھر مجھکو اگر ڈھونڈے
غرض کھو جاؤن مین اور مجھکو رحمت کی نظر ڈھونڈے
مجھے دیکھے تو ہو اللہ کی چشمِ کرم صدقے
مرے قربان ہو جانے پہ ہو خود بیت الحرم صدقے

پھرون چارون طرف مین ہو کے گرمِ اعتکاف ایسا
نگاہین کعبہ والے پر پڑین، ہو قلب صاف ایسا
کیا ہو کرنے والون نے نہ یون اب تک طواف ایسا
نہ دیکھا ہو کسی نے جوشِ عین و شین و قاف ایسا
بیان ہو ختم، پائے بستۂ زنجیر کی گردش
طوافِ کعبہ بن جائے مری تقدیر کی گردش

اے قافلے والو!

اے قافلے والو یہ کدھر عزمِ سفر ہے جاتے ہو کہاں، کونسی یہ راہ گذر ہے
امسال مدینے کی طرف قصد اگر ہے یہ سچ ہے تو للٰہ مجھے ساتھ لگالو
اے قافلے والو!

واماندۂ منزل ہوں بہت خستہ قدم ہوں بے یار و مددگار ہوں آزردۂ غم ہوں
پابندِ مصیبت ہوں گرفتارِ الم ہوں ممکن ہو تو اس دردِ مصیبت سے چھڑالو
اے قافلے والو!

چھالے مرے تلووں میں ہیں، چھالوں میں ہیں کانٹے چھلنی ہیں مرے پاؤں، اُٹھائے نہیں اُٹھتے
ہمراہ تھے جو لوگ وہ سب چل دیئے آگے تنہا ہوں، خدا کے لئے ہمگام بنالو
اے قافلے والو!

تاریک شبِ وحشت ہے، اور راہ خطرناک آنکھیں ہیں نم آلود، ہے چہرے پہ جمی خاک
ہر گام پہ ہے خوف ہر اک خوف سے ہے باک تم چاہو تو اب بھی مجھے آفت سے بچالو
اے قافلے والو!

توشہ نہیں کچھ پاس کہ ہے دور مدینہ دیکھو تو سہی میری مصیبت کا قرینہ
اک شوق فقط خاتمِ دل کا ہے نگینہ اُفتادہ سرِ راہ ہوں، للٰہ اٹھالو
اے قافلے والو!

خادم کی طرح ساتھ چلوں گا میں تمہارے آہیں بھی نہ کھینچوں گا کبھی درد کے مارے
بن جاؤ تمہیں قلبِ شکستہ کے سہارے پھر شوق سے میرے دلِ بیکس کی دعا لو
اے قافلے والو!

دھو دھو کے تمہارے قدمِ پاک پیونگا اپنے لئے تم کو کوئی تکلیف نہ دونگا
پیچھے مجھے رکھوگے تو پیچھے ہی چلونگا جسطرح بنے اپنی جماعت میں کھپالو
اے قافلے والو!

اللہ تمہین منزلِ مقصود دکھائے　　جو دل مین ہو ارمان، وہ ارمان بر آئے
رستے مین کوئی آفتِ تازہ نہ ستائے　　آنکھون سے تم اپنی درِ سرکار لگا لو
اے قافلے والو!

رہنے دو مجھے ساتھ، غلام اپنا سمجھکر　　ہونے دو مرا کام بھی کام اپنا سمجھکر
چلنے دو مجھے گام بہ گام، اپنا سمجھکر　　دیوانہ سمجھکر نہ مجھے راہ سے ٹالو
اے قافلے والو!

دیوانۂ سرکارِ مدینہ ہے مرا دل　　مدت سے طلبگارِ مدینہ ہے مرا دل
سرگشتۂ دیدارِ مدینہ ہے مرا دل　　ہمدرد بنو آج مرے دل کو سنبھالو
اے قافلے والو!

افسوس نہین سنتے مری گریہ و زاری　　درماندہ ہون، واماندگیان مجھپہ ہین طاری
میرے ہی لئے ناشنوائی ہے تمہاری　　چلاؤن مین کبتک یونہی، اے قافلے والو
اے قافلے والو!

(صوفی)

سُن او جہازران!

بابا! ہوا ہون ہند سے مین عازمِ حجاز
خوف و رجا مین آن پڑا ہے مرا جہاز
لا ڈھونڈ کر، اگر ہو کوئی زمزمہ نواز
ہون گردشِ سفر سے بہت آج سرگران

سُن او جہازران!

سنتا ہون راہ بھر ہے مخدوش آجکل
ہر اک طرف جمے ہوئے لشکر ہین دل کے دل
یورپ مین چھڑ رہی ہے لڑائی کوئی اٹل
مجھکو مگر ذرا بھی نہین خوفِ این و آن

سُن او جہازران!

بر پا سمندرون مین جو طوفان ہے، تو ہو
گو اون سے سطحِ بحر پریشان ہے، تو ہو
راہِ سفر مین حشر کا سامان ہے، تو ہو
کیسا خطر! خیال بھی اس کا نہین بیان

سُن او جہازران

مجھکو ہوا ہے شوق مین کچھ بھی نہین ہے ہراس
مکّے کی آرزو ہے مدینے کا اشتیاق
ہے انتظارِ جلوہ و صبحِ شبِ فراق
حسرت یہ ہے کہ دور ہون حسرت کی بدلیان

سُن او جہازران!

آنکھون سے پہلے کعبہ کی چوکھٹ لگاؤن مین
کرکے ادا فریضۂ حج چین پاؤن مین
پھر روضۂ رسولِ مکرم پہ جاؤن مین
رو رو کے اپنا قصۂ فرقت کرون بیان

سُن او جہازران!

موجین اگرچہ ہین متلاطم ادھر ادھر
لیکن کچھ اپنے دل مین نہ لا خوف اور خطر
لنگر اٹھا دے یار، بھروسہ خدا پہ کر
ہو جا نڈر کو لیکے عرب کی طرف روان

سُن او جہازران!

رستے مین ہو جہاز، اگر تیرا پاش پاش
تختِ روان ہو میرے لئے وہ شِکستہ کاش!
بستی ہوئی مدینہ پہنچ جائے میری لاش
اڑ جائین مجھکو لیکے سمندر کی مچھلیان

سُن او جہازران!

لاشہ مرا مدینہ کے جنگل مین ہو پڑا — آئے نسیم روضہ سے "لبیک" کی صدا
تشریف لائین خود مری میت پہ مصطفیٰؐ — چہرہ سے ہون عیان مری حسرت نصیبیان

سُن او حجاز ران!

ٹھوکر لگا کے پھر مجھے زندہ کرین حضور — آجائے جان پھر تن بیجان مین بن کے نور
قربان جاؤن دیکھ کے دیدار پُر سرور — قدمون پہ پھر بنیؐ کے نکل جائے میری جان

سُن او حجاز ران!

حاصل جو ایسی موت ہو اور ایسی زندگی — ارمان میرے دل مین نہ باقی رہے کوئی
آباد ہون مدینہ مین بربادیان مری — مطلب یہ ہے کہ مجھکو ملے عمرِ جاودان

سُن او حجاز ران!

لنگر اُٹھا، قریب ہے ہنگامۂ سحر — اب دل ہے ناشکیب للّٰہ دیر کر
پیکِ خیال نے مجھے دی پھر ابھی خبر — وہ دیکھ مسجدِ نبویؐ مین ہوئی اذان

سُن او حجاز ران!

(اسوۂ حسنیٰ)

عیدِ قرباں سے

جو گھبراتا ہوں شامِ غم کے آثارِ پریشاں سے
تو یوں رو رو کے کہتا ہوں "ہلالِ عیدِ قرباں سے"
کہ اے روشن جبیں والے
مجھے پاس آ کے تسکیں دے
جمالِ نازنیں والے
اُتر آ چرخِ گرداں سے
ٹپکتا ہے سکوں، ظالم، ترے رخسارِ تاباں سے

یہ تاریکی، یہ سناٹا، یہ آہوں کے سیہ بادل
ارے کیونکر نکل آیا، سوادِ شامِ ہجراں سے
مگر تو سرنگوں کیوں ہے؟
نظر آتا ہے کیوں ششدر؟
تری حیرت فزوں کیوں ہے؟
کہ نکلا ہے خمیدہ سر
تری تصویر ملتی ہے مری تصویرِ حیراں سے

گدازِ سوزِ غم کو لب تک آنے کی کہاں فرصت
کہ اب شعلے نکلتے ہیں مرے چاکِ گریباں سے
ہوا جاتا ہوں خاکستر
مٹا جاتا ہوں دم بھر میں

مثال کاہ جس جل کر،
کرے تقدیر جب کر مین،
کوئی درمان چھڑک دے اپنے دست نور افشان سے

ستارے آسمان پر کیون نہ چشمک زن ہون رہ رہ کر
انہین تو لاگ ہے آفت زدون کے داغ پنہان سے
یہ راتون کو چمکتے ہین
گل تنویر بن بن کر
مرے دل مین کھٹکتے ہین
زبانِ تیر بن بن کر
گرا کرتے ہین نشتر سے فضائے انجمستان سے

مدینہ مین امان ملجائے گی عصیان شعاری کو
مگر کس طرح نکلون ہند کے تاریک زندان سے
نہ قوت ہے نہ یارا ہے
نہ ہے اُمید آزادی
غم فرقت نے مارا ہے
بنون کیونکر نہ فریادی
اعانت خواہ ہون تیری شعاعِ جذب سامان سے

تنِ کاہیدہ میرا اور تری کرنون کا جھولا ہو
اڑون اسطرح نکہت جیسے اُڑتی ہے خیابان سے
پہنچ جاؤن مدینہ مین
مزہ آجائے جینے کا
دل بے صبر سینے مین

اندیشہ ہے مدینہ کا
اگر تو لے چلے مجھکو تو مین چھٹ جاؤن حرمان سے

مری یہ "حسرتِ زرّین" ہلال عید پوری کر
کہ مین تنگ آگیا ہون اپنی امیدون کے ہیجان سے
خدا رکھے تجھے روشن
نگاہین تجھ پہ ہون قربان
مرا غمخوار و مونس بن
کہ پورا ہو مرا ارمان
مجھے ٹکا کے لے چل ضو فگن کرنون کے دامان سے

مجھے اپنے "حجازی چاند" پر قربان ہونا ہے
پہنچنا اس لئے لازم ہے پہلے "عید قربان" سے
جو اوس کی دید ہو جائے
تو مین قربان ہو جاؤن
مجھے بھی عید ہو جائے
کہ اپنا مدعا پاؤن
الٰہی! ہو چمک تیری سوا مہر درخشان سے

(نظام المشائخ)

بیت اللہ کی تصویر دیکھکر

دیدۂ مشتاق کو ہے دعوتِ نظارہ آج چشمِ حسرت سے نہ نکلے خون کا فوارہ آج
درد بھا ہے جسے ہوجائے گا درمان وہی چارہ سازی کا نہ ہو طالب، دل بیچارہ آج
پرتوِ انوارِ رحمت سے ہوا بالا بلند بخت تیرہ بن گیا ہے آسمان کا تارہ آج
ہے ہجوم کامیابی قصرِ دل مین ہر طرف دل سے باہر جا پڑی ہے حسرتِ ناکارہ آج

رؤیت و دیدار کی، آنکھون مین کیسی دھوم ہے
کون ہے پیشِ نظر؟ سب کچھ مجھے معلوم ہے

آنسوؤن سے کر وضو ہان اے نگاہِ آرزو چشمِ مژگان مین لگا کحلِ سیاہِ آرزو
جادۂ "ما دشماؤ این و آن" کو ترک کر کوچۂ "ھوھو" مین نکل کر آ براہِ آرزو
جلوہ آرا ہو یہ یکسوئی لباسِ فقر مین پھر شریکِ حال کر، حالِ تباہِ آرزو
حضرت موسیٰؑ کو ہے اپنی نظر بازی پہ ناز ہوشیار اے دید بازِ جلوہ گاہِ آرزو

سامنے تیری نظر کے حور کی چوٹی نہین
یہ خدا کا گھر ہے کوہِ طور کی چوٹی نہین

ہان ادب سے، دیکھنے والے سنبھلکر دیکھنا دیکھنے کی چیز ہے آنکھون کو ملکر دیکھنا
کب نظر آتے ہین پھر ایسے مناظر بار بار چشمِ حسرت یار سے کہہ دو، مچل کر دیکھنا
کوچۂ صورت نظر انداز کرنا کچھ نہین دورِ میدانِ خودی سے بھی نکل کر دیکھنا
ہے وہ گھر بیٹھے میسر، اور ہے پیشِ نگاہ آج کل دشوار ہے جو چیز چلکر دیکھنا

نقل مین ہے اصل پیدا، انکشاف ایسا تو ہو
قوتِ نظارہ تھک جائے طواف ایسا تو ہو

جان دیتے ہین مسلمان شوقِ "بیت اللہ" مین صرف بنا مال و زر کرتے ہین اسکی راہ مین
لوٹ لے اے چشمِ نظارہ اگر ہو لوٹنا برکتین ہین سیکڑون اک جلوۂ ناگاہ مین

کون ہے جو اسکی رویت کا نہین حسرت پذیر ‌ ‌ ‌ شوقِ دیدار اسکا ہے قلب گدا و شاہ مین
نالے جب ہوتے ہین اسکی یاد مین ہر سو بلند ‌ ‌ ‌ حسرتین لاکھون چمک اُٹھتی ہین دودِ آہ مین

دہر مین جو دستِ ابراہیمؑ کی تعمیر ہے
جلوہ گستر یہ اُسی کی دلربا تصویر ہے

آنکھ مین رکھکر بنا لو تم مکین دل اسے ‌ ‌ ‌ پاؤگے ہر دم چراغ گوشۂ محفل اسے
دیکھتے ہو تم جسے اسوقت چشمِ شوق سے ‌ ‌ ‌ مصطفٰےؐ کے دیکھنے کا فخر ہے حاصل اسے
دیکھنے والے اسے کہتے ہین لیلائے حجاز ‌ ‌ ‌ "سنگ اسود" نے بنایا ڈھونڈکر محمل اسے
رات دن رہتا ہے اسمین اجتماعِ قدسیان ‌ ‌ ‌ آسمان والے سمجھتے ہین "خدا منزل" اسے

اہل ایمان کے لئے دنیا مین قبلہ ہے یہی
جسکے آگے سر جھکاتے ہو وہ کعبہ ہے یہی

منبع برکات ہے اور مطلع انوار ہے ‌ ‌ ‌ جانتے ہو یہ بڑے سرکار کا دربار ہے
رات دن ملتا ہے ہر اک درد کا درمان یہان ‌ ‌ ‌ ہان یہی دار الشفائے اُمّتِ بیمار ہے
بے پناہون کے لئے ایسی نہین جائے پناہ ‌ ‌ ‌ یہ جہان مین مامنِ ہر بیکس و ناچار ہے
چوم لو، آنکھون مین رکھ لو، اسپہ ہو جاؤ نثار ‌ ‌ ‌ ہجر کے مارو! یہی تو آستانِ یار ہے

ہے یہ اک بے مثل خاکہ خامۂ تقدیر کا
عرش بھی نقشہ ہے "بیت اللہ" کی تصویر کا

(صوفی)

ہوازن

اے ہوازن اے مقدس منزلِ ملکِ حجاز — تھا کبھی سردارِ طیبہ کی رضاعت گاہ تو
کیون نظر آئے نہ تجھ مین جلوۂ ناز و نیاز — رہ چکا ہے پرورش گاہ رسول اللہؐ تو

قحط سے جب اہلِ مکہ کی ہوئی حالت خراب — اور کمھلا کر ہوا پژمردہ گلزارِ عرب
ہاشمی فیضان کے دریا سے اٹھا اک سحاب — ہو گئے سرسبز سارے دشت و کہسارِ عرب

موجۂ رحمت جو لہرا کر سمندر سے اٹھا — آ پڑا گہوارۂ عالم پہ اک درِّ یتیم
شورِ وحدت، نعرۂ اللہ اکبر سے اٹھا — تازگی پائی تو اترانے لگی موجِ نسیم

آمنہ کے گھر ہوئے پیدا شہِ جن و بشر — بجھ گئے آتشکدے، لبریز دریا ہو گئے
جھک گئے سوئے زمین اشجار، ہو کر بارور — آرزو والے ہم آغوشِ تمنا ہو گئے

سیدِؐ عالم کے جلوون سے چمک اٹھا جہان — بستئ ارضِ عرب کا بول بالا ہو گیا
ہر طرف چھائی ہوئی تھین کفر کی تاریکیان — دفعتاً گھرے اندھیرے مین اجالا ہو گیا

گود پھیلائے ہوئے دائی حلیمہ سعدیہؓ — آئین مکہ کو تلاشِ گوہرِ مقصود مین
خوبئ قسمت سے وہ دُرِّ یتیم ان کو ملا — ان کا حصہ تھا نیازِ احمدِؐ محمود مین

اپنا دامانِ تمنا بھر بھرا کر لائین وہ — اور تیری سطحِ نورانی پہ خالی کر دیا
ساتھ لیکر بادشاہِ دوسرا کو آئین وہ — یون ترے ذرّون کو چمکا کر ہلالی کر دیا

سبزہ زارون مین ترے آئی جو اک تازہ بہار — جنت الفردوس بنکر تو بھی اترانے لگا

پھول بنکر کھِل گئے تھے جسقدر پژمردہ خار ۔ جنگلون مین تیرے لطفِ گلستان آنے لگا

تیرے جنگل مین چرائین مصطفٰے نے بکریان ۔ گلۂ امت کا گلہ بان، چرواہا بنا
اُس گلِ صدرنگ نے کین خوب جلوہ تابیان ۔ ہو کے نیرنگی سے اپنی مست، جو چاہا بنا

چاک لکا سینہ تیرے ہی پہاڑون مین ہوا ۔ اُن کو اسرارِ رسالت کی امانت ملگئی
معجزہ مشہور ہے لوگون مین "شقِ صدر" کا ۔ رفعِ آلایش سے تہذیبِ نبوت مل گئی

اے ہوازن، گو تو صدہا سال سے خاموش ہے ۔ دے رہے ہین سب پتہ تیرے کھنڈر ٹوٹے ہوے
منبعِ برکات تیرا منظرِ خس پوش ہے ۔ اور کسی کے عہدِ طفلی کے مزے لوٹے ہوے

گو گیاہِ سبز تیری اب ہے مرجھائی ہوئی ۔ آہ! پتھرائی ہوئی چشمِ خزان دیدہ ہے تو
تیرے چہرہ پر ہے گو اب مردنی چھائی ہوئی ۔ سطحِ ہمسایہ سے اپنی پھر بھی بالیدہ ہے تو

تیرے ذرّون مین ہے ابتک تابشِ مہرِ کمال ۔ سنگریزون مین ترے اب بھی شرر پوشیدہ ہین
تجھ سے ہم واقف ہین اے خاکسترِ برقِ جمال ۔ تجھ مین ہین جو حُسن کے جلوے مگر پوشیدہ ہین

مبدءِ فیاض سے پایا ہے تو نے وہ نصیب ۔ جو نہ گلزارِ ارم کو اور نہ جنت کو ملا
تیرے گہوارہ مین کھیلا خالقِ کُل کا حبیب ۔ مرتبہ ایسا کہان دنیا کی وسعت کو ملا

آہ مین بوسہ دون تجھے اے قطعۂ ارضِ حجاز ۔ تھی میسّر تجھکو پابوسی رسول اللہ کی
تھا عرب کا چاند تیری خاک پر جلوہ طراز ۔ کیون نہ صدقے تجھ پہ ہو تنویر مہر و ماہ کی

سطحِ پربادی کی جب تک ہے زمین پھیلی ہوئی ۔ نور ہے آنکھون مین اور دل مین ترا مسکن ہے

خاک نے جب تک یہ چرخِ برین پھیلی ہوئی — قایم عالم ترا اُجڑا ہوا گلشن رہے

مین اُسے دیکھون، ملے جو دیکھنے والا ترا — اے ہوازن، دیدۂ اسلام کا تارا ہے تو
ارضِ طیبہ سے نہین کم رتبہ، والا ترا — وہ نبیؐ کی جائے "مدفن" اور گہوارہ ہے تو

(نظام المشائخ)

جنت البقیع

بقیع پاک اے گہوارۂ روح ... تری عظمت زمانہ پر عیاں ہے
ہے تیری شان ارفع اور اعلیٰ ... زمین تیری فضائے آسمان ہے
تو ہی ہے مخزن انوار رفتہ ... خزانہ تجھ مین طیبہ کا نہاں ہے
فنا کی تو ہے تصویر مجسم ... عجب عبرت فزا تیرا سماں ہے
یہ تیری مختصر سطح مبارک ... امین جلوہ ہائے ضو فشاں ہے
ٹھکانا ہے ٹھکانون کا ہے تجھ مین ... ترا خطہ نشان بے نشان ہے
کہین سب کیون نہ تجھکو مہد رحمت ... کہ تو آرام گاہ خفتگان ہے
اشارہ کرکے اکثر تیری جانب ... یہی رضوان کا جنت مین بیان ہے

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

مدینہ مین جو گذرے پاک دامن ... ترے دامن مین وہ گوشہ گزین ہین
مکانون مین ترے تا صبح محشر ... صحابہ شاہ طیبہ کے مکین ہین
جناب فاطمہؓ خاتون جنت ... یہین مصروف خواب نازنین ہین
تری عظمت کا اندازہ ہو کیونکر ... کہ تجھ مین دفن لاکھون رکن دین ہین
جناب مصطفےٰ کے دل کے ٹکڑے ... حسنؓ بھی خواب راحت مین یہین ہین
خدایا تابش فانی سے ملکر ... ترے ذرے بھی خاور آفرین ہین
تری شمع سر تربت کے آگے ... ستارے آسمان کے شرمگین ہین
یہ تیرے خطۂ اقدس کے ٹکڑے ... جوار رحمت اللعالمین ہین

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

حرم کا نعرۂ اللہ اکبر ... ترے صحن صفا مین گونجتا ہے

تری سطح زمین سے متصل ہی — ریاض روضۂ شمس الضحیٰ ہے
یہین ہوکر گذرتی ہین ندائین — دعاؤن کا یہی اک راستہ ہے
یہ سناٹا تری ویرانگی کا — ہم آہنگ اذان صبح ومسا ہے
ترے پہلو مین ہین ابواب رحمت — درِ فردوس گویا کھل گیا ہے
تعالیٰ اللہ تری شان حرمت — حریم پاک ہمسایہ ترا ہے
تری ہر راہ، تیرا چپّہ چپّہ — گذرگاہِ جناب مصطفےٰ ہے
مین اپنے گوش دل سے سن رہا ہون — یہی ہر مرنے والا کہہ رہا ہے

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است وہمین است وہمین است

بقیع پاک یہ ہے حسرتِ دل — کہ تجھ مین دفن ہون بعد فنا ہم
سمجھ لین ہوگئے جنت مین داخل — جگہ پائین اگر تجھ مین ذرا ہم
مرین اور دفن ہون تیری زمین مین — جبین مرکر تہِ خاکِ شفا ہم
ثواب دائمی سے ہون مشرّف — عذابِ قبر سے ہوکر رہا ہم
مگر افسوس یہ ممکن ہو کیون کر — کرین کس سے نصیبون کا گلہ ہم
کہان تو اور کہان ہم خفتہ قسمت — تو ہم سے دور ہے، تجھ سے جدا ہم
جو تجھ مین دفن ہونے کا یقین ہو — ابھی دیتے ہین جانِ مبتلا ہم
سنا کرتے ہین سب کانون سے اپنے — یہی کہتے ہین اہلِ خلد باہم

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است وہمین است وہمین است

(صوفی)

بغداد کی یاد

اے مرکزِ انوارِ تجلی ترے صدقے　　اے مصدرِ اسرارِ معلی ترے صدقے
اے معدنِ صد گوہرِ معنی ترے قربان　　اے آئینۂ ملتِ بیضا ترے صدقے
تو مرجعِ توحید ہے تو منبعِ وحدت　　کیوں ہو نہ ہر اک چشمِ تمنا ترے صدقے
معلوم بھی ہے کچھ تجھے او نازشِ گیتی　　عالم ترا گرویدہ ہے، دنیا ترے صدقے

پیدا ترے ہر کوہ سے ہیں طور کے جلوے
چھائے ہوئے اب تک ہیں وہی نور کی جلوے

تو علم کا مسکن ہے تو ملجا علما کا　　ماوائے مشائخ ہے تو گھر ہے صلحا کا
تو وہ ہے کہ ہر قطعۂ شاداب کو تیرے　　حاصل ہے شرف سجدہ گہِ اہلِ دلا کا
فردوس جسے کہتے ہیں اربابِ عقیدت　　دھندلا سا مرقع ہے تری نشو و نما کا
کیوں کر نہ کہوں میں تجھے خورشیدِ مجسم　　سایہ ترے ذروں پہ ہے انوارِ خدا کا

ممتاز ہر اک قصرِ گراں پایہ ہے تیرا
"ایمن" جسے کہتے ہیں وہ ہمسایہ ہے تیرا

جب تک کہ لگی خاک نہ تیری کفِ پا میں　　آئی نہ بلندی قدمِ راہ نما میں
لائی ہے صبا جب سے تری خاک یہاں تک　　دل اور ہوا میں ہے، جگر اور ہوا میں
تو وہ ہے کہ تا حشر ترا نقشہ ہے باقی　　آ ہی نہیں سکتا کبھی آغوشِ فنا میں
بکشادہ نہیں راہِ محبت ترے آگے　　تو منزلِ آخر ہے گزرگاہِ وفا میں

ہے جادۂ حسرت کے مسافر کی اماں تو
ہے گم شدگانِ رہِ الفت کا نشاں تو

او زہرۂ گیتی مری آنکھوں میں سما جا　　آنکھوں کو مری پردۂ تصویر بنا جا
ہے تشنہ لب اے چشمۂ فیضانِ محبت　　دل کو مرے جامِ مئے توحید پلا جا
اے قطبِ زمیں دے حرکت اپنی فضا کو　　جنت سے مرے کوچۂ ویراں کو ملا جا

ہے سطحِ زمین مائلِ صد گردش و طوفان   اچھا ہے یہ موقع، تجھے آنا ہے تو آجا

اے شمعِ تجلیؔ مری محفل میں سرک آ

اے خطۂ محبوب مرے دل میں سرک آ

تصویر تری آنکھ کے پردہ میں عیاں ہو   پرتو ترا عالم میں ہو، تو دل میں نہاں ہو

آباد ہو ویران کدہ دل تری ضو سے   آمادہ پرستش کے لئے کون و مکان ہو

جھلکیں مری ہستی میں جو انوار قدم کے   پیکر یہ مرے پردۂ وحدت کا گمان ہو

کر کوچ مرے دل کی طرف، باہمہ وسعت   اب بہر خدا تو متحرک ہو رواں ہو

عظمت بھی بڑی ہے، دلکو ملے اوجِ سوا بھی

وہ فرشِ زمین بھی رہے اور عرشِ خدا بھی

آ، اور دوائے دلِ ناشاد بھی لے آ   صد رونقِ یک خانۂ برباد بھی لے آ

باقی نہ رہے کچھ بھی ترے بعد وہاں پر   جو تجھ میں نہفتہ ہیں وہ اجساد بھی لے آ

وابستہ بیابان ہوں جو تجھ سے، انہیں لا ساتھ   تو اپنا ہر اک گلشنِ آباد بھی لے آ

"دے خالقِ کونین نے تجھے عظمت و وسعت"   دامن میں وہ صد نازشِ اوتاد بھی لے آ

اے خطۂ اقدس تو اس انداز سے آئے

لبیک کی آواز، ہر اک ناز سے آئے

آجائے تو دل میں ہے یہ حسرت مری دلکی   پھر خود ہی چمک جائے گی قسمت مرے دلکی

تو ساتھ اگر لائے گا سامان ہزاروں   دل تنگ نہ ہوگی کبھی وسعت مرے دلکی

قسمت میں نہ ہوتا ترا مسکن تو بتا دے   کیا تھی مرے پیکر میں ضرورت مرے دلکی

کر پرتوِ کثرت سے تو معمور اسے بھی   جلوت کی تمنائی ہے خلوت مرے دلکی

آئینہ میں دنیا کا تماشا نظر آئے

اس پھول میں گلشن متجلی نظر آئے

(نظام المشائخ)

اُسوۂ رسولؐ

(سفی)

تالیف القلوب

بنی ثقیف جو ہارے حنین و طائف میں — بہت سامالِ غنیمت وہاں سے ہاتھ آیا
رئیس مکّہ کے موجود تھے جماعت میں — یہ تھے وہ لوگ کہ اسلام ان کا تھا بودا
یہ لوگ لائے تھے ایمان فتح مکّہ کے بعد — ضعیف تھا ابھی اوروں سے اعتقاد انکا
مگر حضورؐ نے تقسیم جب کیا سامان — تو بالخصوص دیا ان کو دوسروں سے سوا
رئیس مکہ جو تھے حضرتِ ابوسفیانؓ — دلائے تین سو اونٹ اُن کو سیم و زر بھی دیا

حکیم ابن خزام، ایک تھے انہیں میں سے — اونہیں بھی اونٹ دو صد آپ نے دئے گِنا
اسی طرح کئی لوگوں کو یوں دئے انعام — کہ ناگوار سا انصار کو ذرا گذرا
کہا کسی نے کہ حضرتؐ نے کی قریش کی تیج — ہمیں دیا نہ دیا ان کو بھر دیا پورا
ستم یہ ہے کہ ابھی تک ہماری تلواریں — ٹپکتی رہتی ہیں خونِ قریش سے ہر جا
کہا کسی نے کہ مشکل میں آتے ہیں ہم یاد — مگر ہے مال غنیمت میں غیر کا حصّہ

سُنا حضورؐ نے یہ ماجرا جو لوگوں سے — تو حرمی خیمے سے آکر ہوئے ظہور افزا
بلایا سامنے انصار کو، وہ آ بیٹھے — پھر اُن سے آپ نے سارا یہ ماجرا پوچھا
وہ بولے کام ہے یہ دل چلے جوانوں کا — کسی نے جوشِ طبیعت سے کہدیا ہوگا
بزرگ قوم نہیں کوئی بدگمان و ملول — خموش ہیں جو ہیں انصار سربرآوردہ
کسی نے یہ بھی کہا، سچ سُنا، سُنا جو کچھ — درست ہے کہ ہیں انصار آج رنجیدہ

سُنی حضورؐ نے یہ بات فکر و غور کے ساتھ
پھر آپ نے یہ پڑھا اُن کے سامنے خطبہ

مین پوچھتا ہون ذرا تم سے اے گروہ انصار
جواب دو مری ہر بات کا مگر سچّا

تم اس سے پہلے تھے گمراہ کیا ٹھیک نہین؟
خدا نے مجھکو بنایا تمھارا راہ نما

تم اس سے پہلے تھے آوارہ و پراگندہ
خدا نے مجھکو ضیا بخش اتفاق کیا

تم اس سے پہلے تھے مفلس غریب اور محتاج
خدا نے میری وجہ سے دیا امیر بنا

حضورؐ کہتے تھے جو بات اس جماعت سے
صدا نکلتی تھی اَمنّا اور صدقنا

وہ لوگ کہتے لگے ہان خدا اور اوسکا رسولؐ
ہے سب سے بڑھکے ہمارے لئے کرم فرما

یہ سُن کے آپ نے اُن سے بزور فرمایا
یہ بات تم نہ کہو، بلکہ یون کہو یا با

کہ اے محمدؐ اُسی وقت ہم نے کی تصدیق
تجھے جو لوگون نے دنیا مین آکے جھٹلایا

کہ اے محمدؐ اُسی دم پناہ دی تجھکو
جو تجھکو چھوڑ کے لوگون نے بغض تجھسے کیا

کہ اے محمدؐ اُسی وقت دی مدد تجھکو
غریب اور فلاکت زدہ جو تو آیا

جواب یہ مجھے دوگے، سنو تم کانون سے
کہون گا پھر کہ جو کہتے ہو تم وہ سب ہے بجا

مگر ذرا یہ بتا ئین تو معشر انصار
کہ کیا پسند نہین ان کو فیصلہ ایسا

کہ لوگ بکریان، اونٹ اور سیم و زر لیجائین
وہ اپنے گھر مین محمدؐ کو لےکے جائین بھلا

یہ سنکے چیخ اُٹھے جتنے جمع تھے انصار
کہا کہ ہمکو تو درکار ہے رسولِ خدا

بہت سے رو گئے کچھ ایسے کہ تر ہوئی ڈاڑھی
تڑپ تڑپ کے بہت سے ہوئے نثارِ فدا

کسی کو جذب تھا او وجد ہو رہا تھا کوئی
زبانِ حال سے کوئی یہ نظم پڑھتا تھا

غزل

جو تیرے کوچہ مین بستر لگائے بیٹھے ہین
وہ ہاتھ دونون جہان سے اٹھائے بیٹھے ہین

فقیر ہین ترے، محتاج یک نگاہِ کرم
سب لٹائے ترے در پہ آئے بیٹھے ہین

زمین کوئے محمدؐ کی دلکشی دیکھو
کہ بادشاہ بھی کمبل بچھائے بیٹھے ہین

اُٹھائے حشر بھی آکر تو اُٹھ نہین سکتے
جو آستان پہ تمہارے جمائے بیٹھے ہین

بسا ہے داغ محبت سے دل کا ویرانہ ہم اس خرابہ کو جنت بنائے بیٹھے ہین
خدنگ ناز ترلب کر نکل نہ آئے کہین ترے فدائی کلیجہ دبائے بیٹھے ہین
لگی ہے بھیڑ در مصطفےٰ پہ اے سیماب
یہ سارے لوگ فلک کے ستائے بیٹھے ہین

سنین جو آپ نے انصار کی یہ تقریرین تو جوش دل کو کیا دور ہنس کے فرمایا
جو لوگ ہین مرے ہمراہ آج نو مسلم کچھ ان کو حق کی بنا پر نہین ہے مین نے دیا
مگر ہے اس سے غرض ان قلوب کی تالیف ابھی جھکے ہین جو اسلام کی طرف بخدا

(صوفی)

اصلاح الاعمال

ایک دن مسرور بیٹھی تھیں جناب فاطمہؑ
اتنے میں تشریف لے آئے جناب مصطفےٰؐ
پوچھا زہراؑ سے کہ بیٹی آج کیوں بے فکر ہو
کیا مکمل تمنے ہر کار آگہی کر لیا
عرض کی زہراؑ نے باباجان ایسا تو نہیں
ہاں مگر ہے آج مجھکو اک خیال جانفزا
میں ہوں بیٹی اُسکی جو اک برگزیدہ ہے نبیؐ
فرق پر جس کے ہے موزوں تاجِ "لولاک لما"
میں ہوں بی بی اُسکی جو ہے نائب خیر الوریٰؐ
نام جس کا خلق میں مشہور ہے خیبر کشا
نسبتیں جب ایسی ایسی مجھکو حاصل ہو گئیں
ہے یقیں روزِ قیامت بخش ہی دے گا خدا
ہوں مرے اعمال کیسے ہی، مگر امید ہے
اِن کے صدقے میں مرا ہر جرم بخشا جائیگا

سیدِ ابرارؐ نے سنکر یہ گفتارِ بتولؑ
ایک آہِ سرد کھینچی اور پھر یوں کہا
ہے غلط جو کچھ بھی ہے تیرا خیال اے فاطمہؑ
باپ بھائی اور شوہر کوئی کب کام آئے گا
حشر میں پوچھا نہ جائیگا کوئی حسب و نسب
اسلئے یہ فخر کرنا اِس پہ ہے بے فائدہ
حشر میں کام آئیں گے بیٹی فقط اعمال نیک
جیسا دنیا میں کرے گا کوئی ویسا پائے گا
وقت فرصت کو غنیمت جان کر، کر لو عمل
وہ عمل، خالق کی خوشنودی بنے جسکا صلہ

جب رسول اللہؐ یوں اولاد سے اپنی کہیں
سوچنے کی بات ہے اے غافلان با ریا
پھر بھلا ہمسے گنہگاروں کا ہے کس میں شمار
چاہیئے ہر وقت ہم دل میں رکھیں خوف خدا
کوشش اصلاح عمل کی کیجئے جس طرح ہو
ہاں عمل جو نیک ہوگا بس وہی کام آئے گا

(العرفان)

خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

یاد ایّام ہے! عرب پر تھی بلا آئی ہوئی
عالم نسوان پہ تھی کالی گھٹا چھائی ہوئی
تھین برہنہ اہل مکّہ کی جبین آرائیان
جلوۂ عریان سے تھی ہر آنکھ شرمائی ہوئی
تھا گھرا ابر جہالت ہر طرف تاریک تر
برق روشن بھی چمکتی تھی تو گھبرائی ہوئی
خجلت عصیان سے آلودہ تھا دامان حجاز
تھین عرب کی عورتین درس گنہ پائی ہوئی

عورتون کے حسن کا انداز بیباکانہ تھا
بت پرستی کے لیے گھر گھر مین اک بتخانہ تھا

عورتین جاتی تھین جب لات و ہبل کے سامنے
مرد آجاتے تھے پردے سے نکل کے سامنے
محفلون مین عورتون کو تھین بڑی آزادیان
بیٹھتی تھین غازۂ خوش رنگ مل کے سامنے
دیکھکر راتون کو مستورات کی سرگرمیان
شمع ہو جاتی تھی خود پانی پگھل کے سامنے
ڈال رکھا تھا پس پردہ حیا و شرم کو
یعنی ہوتے ہی نہ تھے حسن عمل کے سامنے

روز اک بدعت نئی روز ایک افسانہ نیا
روز بنجاتا تھا ہر گھر مین صنم خانہ نیا

عورتون کے واسطے زینت کا ہر سامان تھا
مال و دولت کی ہوس تھی عیش کا ارمان تھا
لوگ تھے اُن کے پجاری وہ پرستار ہوس
حسن کی وہ جان تھین اور حسن اُن کی جان تھا
رات دن بننے سنورنے مین لگی رہتی تھین وہ
تھا نہ اُن کا کوئی مذہب اور نہ کچھ ایمان تھا
قلب تھا کالا اگرچہ اُنکے چہرے تھے صبیح
آئینہ بھی اُن کی صورت دیکھکر حیران تھا

شرم چلّاتی تھی کوئی بے حجاب اتنا تو ہو
مستیان کرتی تھین بدمست شباب اتنا تو ہو

یک بیک تاریکیون مین اک اُجالا سا ہوا
آفتاب قدس نکلا نور برساتا ہوا
تیز کرنین اُسکی طائف کے پہاڑون پر پڑین
ظلمتین سب مٹ گئین روشن عرب سارا ہوا
سر کے بل لات و ہبل صحن حرم مین گر پڑے
تکبیرون کی گونج "الا اللہ" کا نعرہ ہوا

آئی ہر ناقوس سے "اللہ اکبر" کی صدا　　بت بڑی حیرت سے چلائے "ارے یہ کیا ہوا"
مہرِ تہذیب و تمدّن کا اُجالا ہو گیا
ہر طرف دینِ نبیؐ کا بول بالا ہو گیا

سیکڑوں کرنیں تھیں اس مہرِ جہاں افروز کی　　جو بجائے خود ہر اک خورشیدِ عالمتاب تھی
عورتوں میں سب سے پہلے یہ کرن، یہ روشنی　　بی خدیجہؓ کے دلِ صد حسرت آگیں پر پڑی
جسم لرزا، کھل گئی چشمِ حقیقت ایک بار　　اُلفتِ اسلام نے کی پہلوؤں میں گدگدی
شارعِ اسلام کے دامن پہ ڈالا دستِ شوق　　کہہ کے "و آمنّا"، زباں ساکت ہوئی، گردن جھکی
کس طرح حسن قدم جھلکے نہ اُن کی ذات میں
سابق الایمان ہیں یہ خاتون مستورات میں
احمدِ مختار کو عزت کا مالک کر دیا　　مال و زر کا زیور و دولت کا مالک کر دیا
دیدیا دل پر انہیں ہر اک طرح کا اختیار　　اپنے ہر ارمان، ہر حسرت کا مالک کر دیا
آرزو میں جس کی تھی اکثر امیرانِ عرب　　اُس نے اک مسکین کو عصمت کا مالک کر دیا
آپ پر موقوف کر کے اپنا ہر غم، ہر خوشی　　آپ کو ہر درد، ہر راحت کا مالک کر دیا
ایسے خوش قسمت نظر آئے ہیں کم انساں بھی
دل کی حسرت بھی "خدیجہؓ" کو ملی، ایماں بھی

(صوفی)

ایثارِ بتول رضؓ

ہونے کو سینکڑوں ہوئیں دنیا میں عورتیں — ایثار فاطمہؓ کی نہ لیکن ملی مثال
محروم کوئی بھی نہ پھرا در سے آپ کے — سائل کا آپ نے نہ کبھی رد کیا سوال
کھانے سے پہلے دیکھتیں جا کر پڑوس میں — بھوکا پیاسا ہو نہ کوئی اور خستہ حال
فاقے سے دیکھتی تھیں کسی کو اگر کبھی — پہلے اُسے کھلاتی تھیں زہراؓ ئے خوشخصال
اس خلق اس عطا کی مدینہ میں دھوم تھی — پڑھتا تھا کلمہ آپ کا ہر پیر و خورد سال

اک روز خدمتِ شہ طیبہ میں اک گدا — آیا اور اتفاق سے موجود تھا نہ مال
فرمایا اُس سے آپ نے زہراؓ کے پاس جا — اور اُس سے جا کے نامِ خدا کر کوئی سوال
مجبور ہوں کہ کچھ نہیں اس وقت میرے پاس — مسرور ہوں کہ دیگی ترا حال وہ سنبھال
القصہ آیا خدمتِ زہراؓ میں وہ فقیر — اور دی صدا کہ "فاطمہؓ بی بی، جگر کے لال
بھوکا ہوں اور غم زدہ روزگار ہوں — لِلّٰہ کر دو زخمِ مصیبت کا اندمال"
سنکر صدا فقیر کی گھبرا گئیں فاطمہؓ — سوچا کہ آج گھر میں نہ آٹا ہے اور نہ دال
دو روز ہو گئے کہ ہے فاقہ سے گھر کا گھر — بچوں کا میرے بھوک کے مارے ہے جی نڈھال
لیکن فقیرِ غم زدہ روز گار ہے — دوں گی جوابِ صاف تو ہوگا بڑا خیال
دیکھا ادھر اودھر جو اٹھا کر نگاہ کو — آئی نظر پڑی ہوئی مینڈھے کی ایک کھال
سوتے تھے اس پہ رات کو آکر حسنؓ حسینؓ — نورِ نگاہِ مرتضوی فاطمہؓ کے لال
لا کر وہ کھال آپ نے اُس سے کہا کہ لے — اللہ اور دے گا وہ ہے رازقِ تعال
بولا فقیر کھال ہے موزوں لباس کو — اور اس سے پہلے بھوک کا میں نے کیا سوال
کھانا نہ پیٹ میں ہو تو کپڑوں کی فکر کیا — کھانا بھی ہو عطا تو پھر احسان ہو کمال
یہ سنکے اپنی کنٹھی اُتار ی بتولؓ نے — جو ہدیتاً کسی نے ابھی دی تھی بے مثال
کہنے لگیں کہ لے مری کنٹھی یہ بیچ کر — قیمت جو کچھ ملے اُسے کیسے میں اپنے ڈال
کھا پی کھلا پلا جو ترے جی میں آئے کر — بابا خدا کے نام ہے حاضر ہے جان و مال

(صوفی)

استغنائے زہرا

اک یہودی کا مکان تھا آپ کے ہمسائے مین   اُسکی لڑکی حضرتِ زہرا پہ تھی دل سے نثار
مذہباً وہ غیر تھی لیکن حقیقت مین اُسے   ملّتِ بیضا سے تھا اک اُنس، اُنس استوار
خلقِ زہراؓ نے مسخر کر لیا تھا یون اُسے   جسطرح شاہین کے قابو مین آجائے شکار
آکے پہرون بیٹھتی تھی اور سنتی تھی کلام   تھی وہ گویا زر خریدی آپکی خدمت گذار
ایک دن تھوڑا سا حلوہ لائی زہرہؓ کے لئے   اور کہا فرمایئے اسکو قبول اے دلفگار
حضرتِ زہراؓ نے سوچا ہے یہودی کا یہ مال   اس کا کھانا ناروا ہے اس کا لینا ناگوار
اور اگر انکار کرتی ہون، تو دل جائیگا ٹوٹ   جانے کیا دل مین کہے اپنے یہ لڑکی شرمسار
الغرض یہ سوچکر، حلوہ خوشی سے لے لیا   اور وہ لڑکی روانہ ہوگئی منت گذار
جب ہوا معلوم فضہؓ کو یہ سارا واقعہ   کون فضہؓ؟ آپ کی پیاری کنیز نامدار
عرض کی اصحابِ صفہؓ کو یہ بھجوا دیجئے   تاکہ یہ خیرات ہو خوشنودیٔ پروردگار
آپ نے ارشاد فرمایا کہ فضہؓ، غور کر   کیا خدا کو دون وہ شے جو خود ہے مجھکو ناگوار
جا کوئی راہب یہودی ڈھونڈھ حلوہ اُسکو دے   مستحق اسکا وہی ہے، ہم نہین ہین زینہار
لائی پھر اک دن یہ لڑکی چند دینار و درم   اور کہا لیجئے بنتِ رسولِ کردگار
آپ نے یہ کہہ کے وہ دینار واپس کر دئے   یہ پرائے ہین، نہین ان پر تمہارا اختیار
تم اجازت باپ سے لیکر نہین لائین یہ مال   دشمنِ اسلام ہے وہ، یہ نہین اُسکا شعار
پس یہ ظاہر ہے کہ چوری کرکے درہم لائی ہو   مال چوری کا مسلمانون کو کب ہے سازگار
جاؤ لیجاؤ نہ کرنا پھر تم ایسا بھول کر   الفتِ اسلام کا اس پر نہین ہے انحصار
تم اگر محتاج ہو، تو کوئی اسکا غم نہین   صرف نیت دیکھنے والا ہے وہ پروردگار

احتیاط اسلام مین ہے اک اصولِ بہترین   تھا جو اہلبیت کا دورِ نبوت مین شعار
اور استغنا کا یہ عالم، توکل کی یہ شان   ہے جہان مین فاطمہؓ زہراؓ کی زندہ یادگار

(صوفی)

۱۰۱۲۷

بلالؓ

اے بلالؓ نازاے سرگشتۂ الفت بلالؓ
جانتے ہیں ہم رسول اللہ کا پیارا ہے تو
عین چشم مصطفٰےؐ ہے تیری عینیت بلالؓ
اے سویدائی، ہماری آنکھ کا تارا ہے تو

گرچہ تھا خاکِ حبش سے تیرے پیکر کا خمیر
کھینچ لائی تجھکو لیکن خاکِ بطحا کی کشش
کردیا روشن نصیبی نے تجھے روشن ضمیر
تیری سودائی بنی نورِ سویدا کی کشش

دی اذان جب تک نہ تو نے مسجدِ سرکارؐ میں
کی ملائک نے ادا کب سقفِ گردون پر نماز
تیری وقعت اے مؤذنؓ تھی بڑی دربار میں
جسکا تو بندہ ہے، کہتے ہیں اُسے بندہ نواز

وہ یہودی کے ستم، وہ دھوپ وہ سنگِ گران
وہ زمین گرم پر تیری فغانِ "یا رسولؐ"
تیری خاموشی بھی تھی تیری محبت کی زبان
تیرا افلاس دلی تھا ترجمانِ "یا رسولؐ"

گو کہ مظلومی سے تیرا حال تھا بگڑا ہوا
تھا مگر دل میں ترے جوشِ تولائے نبیؐ
ظالموں نے ظلم بھی تجھ پر کئے تو کیا ہوا
تیری حامی بن گئی آخر تمنائے نبیؐ

اے غلامِ بارگاہِ خسروِ شامِ حجاز
فخر میں رتبہ ہے تیرا بادشاہوں سے سوا
تو نے سیکھے فقر میں سب عشق کے راز و نیاز
بانکپن میں بڑھ گیا تو کجکلاہوں سے سوا

اُف رے کمبل پوش! تیری معرفت کی وسعتیں
تیرا فیض منحصر خالِ عذارِ حور ہے
تجھسے ہی ہمرنگ ہیں غلمان کی لیلیٰ کاکلیں
تو ثباتِ سرمۂ دنبالہ دارِ حور ہے

تو تتلے پن مین بھی تیرے اک نرالی بات تھی کیف زا تیری زبان پر فرقِ شین و سین تھا
بادۂ تشہید مین سرشار تیری ذات تھی ہم سمجھتے ہین کہ ارے تو عاشق "یٰسین" تھا

اے منادیٔ شریعت، اے ندائے معرفت لہجۂ مستانہ پنہان تھا تری آواز مین
تجھسے وابستہ تھی احیائے صلائے معرفت سحر زندہ تھا ترے الفاظ کے انداز مین

"اشہد انّ محمدؐ" جب تو کرتا تھا ادا جانب ختمِ رسُلؐ انگلی اُٹھا دیتا تھا تو
اس سے بہتر اور تکمیلِ شہادت ہوگی کیا "یہ ہے وہ محمودِ پیغمبرؐ" بتا دیتا تھا تو

تو جو آیا مضطرب بعد وفات مصطفیٰؐ پھر کیا لوگون نے تجھکو آہ! مجبورِ اذان
گر پڑا تو نام لیکر سیدّ ابرار کا حشر برپا کر گیا کونین مین صورِ اذان

سیدؐ کونین کی اُلفت مین او محو خیال کم سے کم کوئی محبّت آشنا اتنا تو ہو
نام لیتے ہی کیا خود کو فنا تو نے بلالؓ آہ! کوئی جانثارِ مصطفیٰؐ اتنا تو ہو

اے غلامِ شاہ! اک دنیا ہے اب تیری غلام تجھ پہ صدقے ہین مسلمان ای پرستارِ رسولؐ
حشر تک پہونچین کروڑون ہر گھڑی تجھپر سلام منتظر ہے آج تک تیرا ہی مینارِ رسولؐ

(صوفی)

بغداد والے سے

رخصت اے ضبط، کہ اب ضبط کا یارا نہ رہا
صبر تا چند، کہ جینے کا سہارا نہ رہا
اختیار اپنی طبیعت پہ ہمارا نہ رہا
تھا جو اقبال کی زینت وہ ستارا نہ رہا

گردش چرخ نے تقدیر میں جب کر ڈالا
فلک پیر نے برباد ہمیں کر ڈالا

تھیں زمانہ کی ہوا میں جو نشانی اپنی
ہوگئیں آہ، وہی دشمن جانی اپنی
مل گئی خاک میں سب سحر بیانی اپنی
ہوئی افسانۂ پارینہ کہانی اپنی

اب یقین کون کرے، ہم کبھی خوشحال بھی تھے
سنگریزے ہیں جہاں آج، یہیں لال بھی تھے

اک زمانہ میں تھے ہم مالکِ انسانیّت
تھی ہر اک پھول میں اس باغ کے رضوانیّت
آج غالب دل وحشی پہ ہے نفسانیّت
روح اب ہم میں رہی اور نہ روحانیّت

گلِ پژمردہ کی مانند فسردہ ہم ہیں
مردنی چہرہ کی شاہد ہے کہ مردہ ہم ہیں

یہی وہ قوم ہے کہتے تھے مسیحا جسکو
تھا بیضۂ شرفِ ملّتِ بیضا جسکو
لوگ کہتے تھے ہر اک قوم سے اعلیٰ جسکو
آسمان والے سمجھتے تھے فرشتہ جسکو

تذکرے جسکے سرِ عرش بریں جاتے تھے
جسکے پیغام کو جبریلؑ امین آتے تھے

اسکی فریاد دل سنگ میں گھر کرتی تھی
آہِ دلدوز پہاڑوں پہ اثر کرتی تھی
قوم یکسوئی کی حالت میں بسر کرتی تھی
راتدن عیش و مسرّت میں گذر کرتی تھی

اب نہ آہوں میں اثر ہے نہ کشش نالوں میں
دن گزرتے ہیں مصیبت کے بُرے حالوں میں

کی جو فریاد تو شاہِ دوسرا نے نہ سُنی
کوئی حسرت کسی گوشِ شنوا نے نہ سُنی

کی شکایت بھی تو اربابِ وفا نے نہ سُنی
اور پھر کون سُنے گا جو خدا نے نہ سُنی
آرزومندیٔ اصحابِ دعا کون سنے
نامرادی کا کرین کس سے گلہ کون سنے

حسرتین ساتھ لئے جانبِ کعبہ بھی گئے
سرِکف جانبِ سرکارِ مدینہ بھی گئے
دادخواہی کے لئے تا درِ خواجہؒ بھی گئے
مشہدِ پاک پہ پابوسِ تمنا بھی گئے
چھان لی ساری خدائی کوئی یاور نہ ملا
حسرتِ بےسروسامان کو کہین گھر نہ ملا

نامرادی کا اب افسانہ سنائین کس کو
دلپہ جو بیت رہی ہے وہ دکھائین کس کو
چارہ سازی کے لئے ڈھونڈ کے لائین کس کو
چارہ گر دردِ مصیبت کا بنائین کس کو
دادخواہی کا بھی دنیا مین سہارا نہ رہا
آج کیا کوئی زمانہ مین ہمارا نہ رہا

لبِ خاموش لبِ آمادۂ فریاد نہین
کوئی فریاد نوازِ دلِ ناشاد نہین
نالے کرنے کا نیا ڈھنگ ہمین یاد نہین
آہ! ہمسا کوئی درماندۂ بیداد نہین
شور بےسود ہے، بیکار ہے نالہ اپنا
یعنی اب کوئی نہین پوچھنے والا اپنا

ہان مگر ایک درِ فیض و عطا باقی ہے
ایک بام اور پئے آہِ رسا باقی ہے
ایک دربار امیدون کا بھرا باقی ہے
سانس باقی ہے تو امیدِ بقا باقی ہے
دم ذرا بھی نہین فریاد و بُکا مین باقی
ہے مگر آس دلِ نالہ سرا مین باقی

کون وہ فیض کا در ہے، درِ غوث الاعظمؓ
منبعِ فتح و ظفر ہے، درِ غوث الاعظمؓ
جود و الطاف اثر ہے، درِ غوث الاعظمؓ
بیکسون کے لئے گھر ہے، درِ غوث الاعظمؓ
حسرت، آباد یہین ہوتی ہے بربادون کی
راتدن بھیڑ لگی رہتی ہے فریادون کی

انجمن رہتی ہے پروانون سے بھرپور ان کی
قطبِ عالم ہین، رسائی ہے بہت دور انکی
آس رکھتا ہے ہر ایک بیکس و مجبور ان کی
دستگیری ہے ہراک قوم مین مشہور ان کی

دردمندوں کے دلِ آزار کی یہ تسکین ہین
اِن سے اسلام ہے زندہ یہ محی الدّین ہین

دلِ ناکام چل اِس در کی بھی سیوا کرلین — چلکے روضہ پہ ذرا عرضِ تمنّا کرلین
آستانہ سے علاجِ سرِ سودا کرلین — یہ بھی حسرت نہ رہے اسکو بھی پورا کرلین

گلۂ جور کرین شکوۂ بیداد کرین
آ، ذرا منتِ شاہنشہ بغداد کرین

موجزن بحرِ تمنا مین ہے طوفان مدد ے — پار ہونے کا نہین ہے کوئی سامان مدد ے
ظلمت افروز ہے تاریکیِ حرمان مدد ے — مدد ے بہرِ خدا، یا شہِ جیلان مدد ے

غوث الاعظمؓ ہمِ بے سروسامان مدد ے
قبلۂ دین مدد ے کعبۂ ایمان مدد ے

تھا کیا آپ نے جس دین کا سامانِ حیات — آپ کو حق نے کیا جسکے لئے جانِ حیات
آہ وہ دین ہے اب تشنہ لبِ شانِ حیات — چند سانسین فقط اب اسکی ہین مہمانِ حیات

آئی ہے موجِ فنا سر سے گذرنے کے لئے
اب سہارا بھی نہین کوئی اُبھرنے کیلئے

آپ کا فیض ہے مشہور زمانہ یا غوثؓ — آپکا در ہے غریبون کا ٹھکانا یا غوثؓ
آپ ہین اہلِ ولایت مین یگانہ یا غوثؓ — آپ بھی سُن لین مصیبت کا فسانہ یا غوثؓ

پھر نہ کہنا کہ نہ تھی حالتِ ملّت معلوم
اب تو یکسوئی کا رونا ہے مسرت معلوم

آپ تو روضۂ پرنور مین آرام کرین — اور فقیر آپکے نالے سحر و شام کرین
کس سے اب ہم گلۂ گردشِ ایام کرین — عرض کس طرح نہ حالِ دلِ ناکام کرین

تابکے خوابِ گران، خواجۂ دوران اُٹھئے
حشر اُٹھنے کو ہے اب یا شہہ جیلان اُٹھئے

دستگیری کے لئے آیئے بیچارون کی — کیجئے جلد دوا ہجر کے بیمارون کی
نہ ہو حسرت کہین پامال دلِ افگارونکی — آپکے ہاتھ ہے اب شرم گنہگارون کی

نظرِ فیض اثر سے جو اشارہ ہو جائے

نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے

قطب الاقطاب جہان خذبیدی، خذبیدی — رونق افزائے زمان خذبیدی، خذبیدی

قوم ہے نالہ کناں خذبیدی، خذبیدی — مرشد کون و مکان خذبیدی، خذبیدی

یوں نہ مقبول اگر عرض تمنا ہوگی

قوم سب راہ گزین درِ والا ہوگی

(صوفی)

رودادِ بیداد

سرکارِ طیبہ کے حضور مین

ضبط کو ہے یہ گلہ دیکھکے خاموش مجھے　　لبِ ساکت نے کیا مانعِ صد جوش مجھے
کردیا نطق حقیقت نے فراموش مجھے　　تھی زبان منہ مین کبھی یہ بھی نہین ہوش مجھے

ہوتی تقویم کہین نالہ فشانی میری
زنگ آلود ہے اب سیف بیانی میری

طعنے دیتے ہوکے اغیار چلے جاتے ہین　　نالے کرتا ہون تو بیکار چلے جاتے ہین
خامشی کے وہ ہی اطوار چلے جاتے ہین　　خشک ہوتے لبِ گفتار چلے جاتے ہین

سب کو دھوکا ہے کہ سامانِ بیان منہ مین نہین
اور مین خاموش ہون گویا کہ زبان منہ مین نہین

یا تو وہ حال کہ چپکا نہ رہا جاتا تھا　　سینکڑون بار گلو تا بہ زبان آتا تھا
خامشی سے دلِ زار اور بھی گھبراتا تھا　　جب زبان رکتی۔ تکلّم مجھے شرماتا تھا

یا یہ حالت ہے کہ اک بات ہے دشوار مجھے
ہو نہین خاموش نہین طاقتِ گفتار مجھے

اے تکلّم وہ ہی پھر لاکے زبان دے مجھکو　　پھر خدا کے لئے یارائے بیان دے مجھکو
رخصتِ شکوۂ صد دردِ نہان دے مجھکو　　میری گویائی رفتہ کا نشان دے مجھکو

بند ہونٹون سے تکلّم کی ہون شانین پیدا
بیزبانی سے ہون سو لاکھ زبانین پیدا

دے زبان وہ کہ جو کوثر مین ہو نہلائی ہوئی　　ملہمِ غیب کے گھر سے ہو سند پائی ہوئی
مثلِ موسیٰ نہ دمِ نطق ہو لتھڑائی ہوئی　　لبِ عیسیٰ سے زیادہ رہے اترائی ہوئی

جسکی رنگت سے ہو گلزارِ لطافت پیدا
جس کے اک حرف سے ہو جائے حکایت پیدا

وہ زباں ہو کہ جو اسرارِ حقیقت کھولے	وہ زباں ہو کہ جو لب کھلنے سے پہلے بولے
وہ زباں ہو کہ جو دُرہائے مضامین تولے	وہ زباں ہو کہ جو انوار کے موتی رولے

مجھے اظہارِ سکوت آج بیان دینا ہے
ایک مدت کی خموشی سے عوض لینا ہے

دل میں جذبات کا طوفان بپا ہے یارب	بند کوزے میں سمندر یہ پڑا ہے یارب
سب کی سنتا ہے تو میں نے یہ سنا ہے یارب	دے زباں جلد کہ ہنگامِ دعا ہے یارب

تیرے محبوب سے پھر کرنی ہے فریاد مجھے
پھر سنانی ہے دلِ زار کی روداد مجھے

لو تبسم وہ ہوا مہرِ دہن میں پیدا	لو وہ گویائی ہوئی شاخ سمن میں پیدا
لو تکلم وہ ہوا حسنِ سخن میں پیدا	لو وہ بلبل ہوئی خاموش چمن میں پیدا

ہوئی ہنگامہ فزا خفتہ بیانی میری
گل صد برگ بنی غنچہ دہانی میری

پھر مرے دل کی تڑپ سے ہیں معانی پیدا	پھر مرے حرف وفا سے ہے کہانی پیدا
خاک کہنہ سے ہے پھر شعلہ فشانی پیدا	پھر ہوا دیدۂ بے آب میں پانی پیدا

چپکے چپکے نہیں یوں جان کے کھونے میں مزا
اب زباں مل گئی، اب آئیگا رونے میں مزا

تو سہی عرش کی زنجیر ہلا دوں اب کے	ایک ہی آہ میں گردوں کو گرا دوں اب کے
اثرِ نالۂ دلدوز دکھا دوں اب کے	اسقدر روؤں کہ اُن کو بھی رلا دوں اب کے

وہ کہیں مجھ سے سُنا جلد تو روداد اپنی
اور اس طرح کروں عرض میں فریاد اپنی

السلام اے مرے سرکار کملیا والے	السلام احمد مختار کملیا والے
السلام اے شہ ابرار کملیا والے	السلام اے مرے غمخوار کملیا والے

ماہتابِ فلکِ ملتِ اسلام سلام

آفتابِ سحرِ عظمت و اکرامِ سلام

ایکہ ہے زینتِ اسلام تمہارے دم سے ایکہ اللہ کا ہے نام تمہارے دم سے
ایکہ ہے بارشِ اکرام تمہارے دم سے ایکہ ہر دل کو ہے آرام تمہارے دم سے
وجہ آسائش ہر قلبِ پریشان تم ہو
رشک ہے جس پہ فرشتون کو وہ انسان تم ہو

مظہرِ ذاتِ خدا، مصدرِ اسرارِ خدا منبعِ نورِ خدا، مشرقِ انوارِ خدا
مخزنِ صدق و صفا، معدنِ آثارِ خدا مرکزِ جود و سخا، باعثِ اظہارِ خدا
ناز کرتی ہے خدائی مین نبوت تم پر
تم ہوا یسے کہ ہوئی ختم رسالت تم پر

راستہ منزلِ وحدت کا دکھایا تم نے راہ گم کردہ کو رستے پہ لگایا تم نے
کفر کا نام زمانے سے مٹایا تم نے خوابِ غفلت سے خدائی کو جگایا تم نے
تم ہو اسلام کا کاشانہ بنانے والے
عیش خانون کو خدا خانہ بنانے والے

کوئی دنیا مین نہ تھا نام خدا سے آگاہ تم نے توحید کا اعلان کیا شام و پگاہ
نہ ہوئی ہیبتِ اغیار کبھی حائلِ راہ یہ تمہارا ہی فقط کام تھا، ماشاء اللہ!
راتدن ایک سی تکلیف اٹھائی تم نے
بات بگڑی ہوئی اس طرح بنائی تم نے

دانت توڑا، کبھی کفار نے پتھر مارے یار و انصار بھی سرکار کے اکثر مارے
فوجِ اسلام سے جن جن کے دلاور مارے سرکشی کرنے کو لوگون نے بہت سر مارے
صبر کرتے رہے تم ان کی جفا کاری پر
رہین ہر وقت نگاہین کرمِ باری پر

الغرض یون ہوئی گلریز بہارِ اسلام نظر افروز ہوئے نقش و نگارِ اسلام
ہر طرف ہو گیا مقبول وقارِ اسلام ہو گیا کفر بھی سو جان سے نثارِ اسلام
پھول وحدت کے کھلے کفر کے ویرانون مین
”اللہ اللہ“ کی صدا آنے لگی کانون مین

ہیبت و سطوتِ اسلام کی بجلی چمکی — کچھ سے کچھ ہو گیا بدلی وہ ہوا عالم کی
موج طوفان بنی اسلام کے ہر پرچم کی — اُڑ گئے ہوش ہبل لات نے گردن خم کی

ہو کے مجبور کلیسا کا خدا بیٹھ گیا
اور ناقوس کا مندر مین گلا بیٹھ گیا

از عرب تا بہ عجم نام تمہارا چمکا — شام اور روم مین اسلام تمہارا چمکا
ہند مین نیرِّ احکام تمہارا چمکا — خوب ہی نام خدا کا م تمہارا چمکا

یا نبی کفر کی بنیاد مٹا دی تم نے
اک نئی آگ ہر اک دل مین لگا دی تم نے

آتشِ شوق مین جلنے لگے ہمت والے — مثل پروانہ ہوے جمع محبت والے
ہر طرف سینکڑون منظر تھے مسرت والے — اینڈتے پھرتے تھے اسلام کے سب متوالے

جتنے متوالے تھے اُن سب کے تمہین ساقی تھے
مست تھے وہ بھی جو بے کیف کہین باقی تھے

رنگ اسلام نے جب گھیر لیا دنیا کو — قوتِ خلق نے تسخیر کیا دنیا کو
اپنے مرکز سے نکلنے نہ دیا دنیا کو — مل گیا امن و مسرت کا ٹھیا دنیا کو

نیرِ ملتِ بیضا کا نیا مخرج تھا
ساری دنیا کے لئے ایک یہی سورج تھا

یا نبیؐ بعد تمہارے وہ ہوا حال تباہ — وہ ہوئی حالت اسلام کہ انا للّٰہ!
اُسی اُمت نے کیا نامۂ اعمال سیاہ — وہ ستم ڈھائے زمانے مین کہ خالق کی پناہ

پہلے اس دارِ نبوت ہی پہ لاسا مارا
کہ تمہارے ہی نواسون کو پیاسا مارا

آہ کی بے ادبون نے یہ بڑی بے ادبی — کہ دیا تیغِ جفا سے عوضِ تشنہ لبی
گو سمجھتے تھے کہ یہ لوگ ہین اولادِ نبیؐ — بغض کی رکھتے تھے سینون مین مگر آگ چھپی

بے طرح عترتِ مجبور کو ناشاد کیا
ہائے وہ باغِ امامت جسے برباد کیا

رفتہ رفتہ یوں ہی ہر بار مصیبت آئی   ایک آفت جو گئی دوسری آفت آئی
آہ بربادیٔ اسلام کی نوبت آئی   جس کی اُمید نہ تھی ہم کو وہ ساعت آئی

قصرِ ملت کے در و بام پہ بجلی ٹوٹی
چمنِ تازۂ اسلام پہ بجلی ٹوٹی

ہائے رخصت جو ہوا جاہ و جلالِ اسلام   رہ گیا بے ثمر و برگ نہالِ اسلام
جو مسلمان ہیں ان کو ہے ملالِ اسلام   کسے معلوم ہے کیا ہوگا مآلِ اسلام

کیا ہے منظور تمہیں یا شہ دین کیا معلوم؟
خامشی کی ہے یہ حالت تو نتیجہ معلوم!

صرف اسلام کی تھی ایک حکومت باقی   اُس کے ہونے سے تھی اسلام کی عظمت باقی
اس سے وابستہ تھی دنیا میں سیادت باقی   ہر مسلمان کو تھی اُس سے محبت باقی

وہ حکومت کہ جہاں تختِ خلافت بھی رہا
جس سے وابستہ تجلائے شریعت بھی رہا

وہ ہی ٹرکی جو کبھی مردم بھی کہلاتا تھا   نام سے جس کے دلِ اغیار کا تھراتا تھا
مدتوں سے جسے "بیمار" کہا جاتا تھا   اشک بھر آتے تھے جب ذکر کبھی آتا تھا

آہ اب ماتمِ رخصت اُسی بیمار کا ہے
حال صدمے سے بُرا قومِ دل افگار کا ہے

میں نے فریادیں رو رو کے گذارش کی تھی   کہ بُری طرح بُرائی یہ اُڑا سے اٹھی
دادِ فریاد کی لیکن مجھے ابتک نہ ملی   داد تو داد، توجہ بھی نہ سرکار نے کی

جان بلب آمد و اُمید قرار آخر شد
وقت بگذشت و مریض آخر کار آخر شد

پہلے ٹرکی کو مٹانے ہی کے منصوبے تھے   نہ سُنی آپ نے، تو حوصلے لوگوں کے بڑھے
آگیا سب کو یقین، آپ نہیں ٹرکی کے   نہ کیا یاد مگر، آپ تو ایسے بھولے

ہمتیں بڑھ گئیں، دل بڑھ گئے دیوانوں کے
گھر بھی سب چھن گئے بیچارے مسلمانوں کے

ہائے مکّہ بھی گیا ہاتھ سے طیبہ بھی گیا   اور وہ بیت مقدس کا سہارا بھی گیا

آہ اب قبضے سے بغداد کا قبضہ بھی گیا   مصر بھی کھو چکے ہم، شام کا تختہ بھی گیا
ہر جگہ مسجد و ممبر کی صفائی کر دی
ایک دم بھر میں بھرے گھر کی صفائی کر دی

نام کو قبضۂ ٹرکی میں تھا قسطنطنیہ   ہائے کس طرح کریں ضبط کہ وہ بھی نہ رہا
واسطہ جن کو کسی معبد و مسجد سے نہ تھا   ہو گیا تختِ خلافت پہ بھی قبضہ اون کا
لیگئے لوٹ کے اغیار رہا کیا باقی
رہ گیا ایک فقط نام خدا کا باقی

ہائے اسلام کا اب کوئی سہارا نہ رہا   صبر کی خوب کہی! صبر کا یارا نہ رہا!!
بیچ میں آ گئے ہم پاس کنارا نہ رہا   جو خدا سب کا تھا۔ کیا اب وہ ہمارا نہ رہا؟
بیقراروں کو اثر وقتِ دعا بھول گیا
اپنو کہنے دو۔ کہ "بندوں کو خدا بھول گیا"

یہ بجا ہے کہ نہیں ہم سا گنہگار کوئی   ہم کو مطلق نہیں نیکی سے سروکار کوئی
ہم میں فاسق ہے کوئی اور ہے میخوار کوئی   نہیں جبروتِ الٰہی سے خبردار کوئی
مگر اغیار بھی اس بات میں کم ہم سے نہیں
اون کے افراد بھی عادات میں کم ہم سے نہیں

ہم گنہگار ہیں؟ اچھا تو سزا دو ہم کو   ہاں سزاوار ہیں، دنیا سے مٹا دو ہم کو
ٹھوستے تیروں سے سرِ راہ اڑا دو ہم کو   جیتے جی خاک کے پردے میں دبا دو ہمکو
ہم کبھی اپنی سفارش نہ کریں گے آقا
کام جیسے کئے ویسے ہی بھرینگے آقا

ہاں مگر دردِ اسلام کے رنجور ہیں ہم   اثرِ صدمۂ اسلام سے معمور ہیں ہم
ہیں گنہگار مگر دل سے تو مجبور ہیں ہم   کیا کریں روضۂ انور سے بہت دور ہیں ہم
قرب حاصل ہمیں ہوتا تو دکھا دیتے ہم
جالیاں تھام کے، دنیا کو ہلا دیتے ہم

ہم ہیں خاکسترِ غم سوزِ نہاں رکھتے ہیں   بات کہنے کے لئے منہ میں زباں رکھتے ہیں
نذر کرنے کے لئے ہدیۂ جاں رکھتے ہیں   کوئی سنے تو عجب طرزِ بیاں رکھتے ہیں

نالہ کرنے پہ طبیعت جو ذرا آجائے
تو گھڑی بھر مین قیامت کا مزا آجائے

لوگ اس دہر مین بیکار سمجھتے ہین ہمین، کبھی مفسد کبھی مکّار سمجھتے ہین ہمین
آپ اپنا ہی گنہگار سمجھتے ہین ہمین، ہان سمجھتے ہین کہ سرکار سمجھتے ہین ہمین

مگر اللہ رے یہ شان ہے سرکارون کی
کبھی سنتے ہی نہین اپنے گنہگارون کی

ہم سے دنیا مین ہر اک مردِ غنا کو ضد ہے، ہم وفادارون سے اربابِ جفا کو ضد ہے
نہین مشکور اثر بھی یہ دعا کو ضد ہے، اور تو اور مزہ یہ کہ خدا کو ضد ہے

وہ یہ کہتا ہے نبیؐ منہ سے جو ارشاد کرین
ہم ابھی گلشنِ اسلام کو آباد کرین

یا نبیؐ سچ تو یہ ہے جان سے بیزار ہین ہم، کوئی یاور ہی نہین بیکس و لاچار ہین ہم
ہان گنہگار ہین ہم سخت گنہگار ہین ہم، آپ سے اب تو معافی کے طلبگار ہین ہم

عاصیانیم بہ اُمیدِ کرم آمدہ ایم
لطف کن لطف کہ پامالِ ستم آمدہ ایم

آجکل حالتِ اسلام بہت ابتر ہے، اور ادبار کی گھنگھور گھٹا سر پر ہے
ہم تو معدود ہین، دشمن کا بڑا لشکر ہے، نہ اُنہین آپ کی پروا۔ نہ خدا کا ڈر ہے

کفر معمور ہے اسلام کے ایوانون مین
زر پرستون کی خدائی ہے خدا خانون مین

ہاتھ سے اپنے یہ عبد جو نکل جائین گے، پھر تو دنیا کے طریقے ہی بدل جائین گے
آپ نے اب بھی سنبھالا تو سنبھل جائین گے، نہ ملی داد تو ہم آپ کے مچل جائین گے

اپنے ہاتھون سے کفن اپنا لئے بیٹھے ہین
سر بکف جان ہتیلی پہ لئے بیٹھے ہین

ہند سے تیغ بکف سمت حجاز آئین گے، حرمِ پاک مین پڑھنے کو نماز آئین گے
مارتے مرتے ہوئے اہلِ نیاز آئین گے، ہم کبھی اپنے ارادے سے نہ باز آئینگے

بجلیان تیغ کی چمکینگی، جدھر برسین گے
ہلگئے ہاتھ تو پھر خاک پہ سر برسین گے

کوئی پھر روک سکیگا نہ ہمین حق ہے گواہ — پھٹ کے رہجائین گے سینے جو کہا ''الا اللہ''
ساتھ اپنے کوئی لشکر ہے نہ ہے کوئی سپاہ — پھر بھی وہ رعب ہے ملّت کا کہ خالق کی پناہ

چھید ڈالے گی جگر آہ جگر کی برچھی
لاکھ دو لاکھ کو کافی ہے نظر کی برچھی

جو مسلمان ہین وہ اسلام پہ قربان ہونگے — بات اتنی ہے کہ مرجائین گے بیجان ہونگے
گھر ہزارون یونہی اسلام کے ویران ہون گے — یہ ہوا حال تو پھر آپ پریشان ہون گے

نہ رہیگا کوئی ملّت کا فدائی باقی
صرف رہجائے گی رونے کو خدائی باقی

یا نبیؐ وقت بد آیا ہے مسلمانون پر — جو ہوئی دیر تو بن جائیگی اب جانون پر
ہو چکا قبضۂ اغیار خدا خانون پر — نظر رحم کہ بات آگئی ایمانون پر

ہوا ایمان کو نقصان تو ہے نقصان کی بات
جان سے بڑھ کے ہے ایمان یہ ایمان کی بات

یا رسول عربیؐ شیر خدا کا صدقہ — روح مظلوم شہ کرب و بلا کا صدقہ
یا نبیؐ حضرت زہراؓ کی ردا کا صدقہ — حضرت عائشہؓ کے علم و حیا کا صدقہ

اب مدد کیجیے مظلوم مسلمانون کی
شرم رکھ لیجیے مظلوم مسلمانون کی

ہان خدا کے لئے غمخوار غریبان ہونا — کہ ابھی درد کا آسان ہے درمان ہونا
تھا نصیبون مین شکار غم پنہان ہونا — کیا بڑی بات ہے تسکین کا سامان ہونا

نظر لطف غریبون پہ اگر ہوجائے
شب تاریک مصیبت کی سحر ہوجائے

لب سیماب سے نکلی ہوئی فریاد ہے یہ — داستان دل آزردۂ ناشاد ہے یہ
شکوۂ درد ہے۔ افسانۂ اُفتاد ہے یہ — شرح اندوہ ہے، بیداد کی روداد ہے یہ

آنکھ پرنم ہو نہ دل مائل فریاد رہے
یون ملے داد کہ تا حشر مجھے یاد رہے

بحق
(لا الہ الا اللہ۔ محمد الرسول اللہ)

(صوفی)

فریاد

(یعنی وہ پُرجذب کلام جو دُنیائے ادب مین قبولیت عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ جن اصحاب نے "شکوۂ اقبال" دیکھا ہے وہ اسکو دیکھکر جذبات کی داد دین)

باش! اے کشمکش غم کہ مٹا جاتا ہون ۔۔۔ مین تری کاہش پیہم سے گُھلا جاتا ہون
تا درِ سید لولاک لما جاتا ہون ۔۔۔ لے کے دربار رسالت مین گِلہ جاتا ہون

سُن تو اب بھی نہ سُنے نا شنوا بھی نہ سُنے
میری فریاد کے لفظون کو خدا بھی نہ سُنے

داد منظور نہین، قابل بیداد ہون مین ۔۔۔ خوگر درد ہون، سرگشتہ جلاد ہون مین
دوسرون کے لئے دلگیر ہون ناشاد ہون مین ۔۔۔ اک بڑی ذات سے آمادۂ فریاد ہون مین

وہ جسے درد محبت کی دوا کہتے ہین
ہان خدا تو نہین محبوب خدا کہتے ہین

لیچل اے حسرت دیرینہ مجھے سوئے حجاز ۔۔۔ تنگ ہے گرمی سودائے سر عجز و نیاز
ہون نمایان مری درماندگیون سے اعجاز ۔۔۔ چاہ زمزم پہ وضو ہو تو مدینہ مین نماز

ناتوانی سے ہوا مین پرِ رشتہ دامان چمن
لے اُڑے ساتھ مجھے بوئے پریشان چمن

للہ الحمد مین جس در کا گدازادہ ہون ۔۔۔ باادب اُس در دُربار پہ استادہ ہون
پستی قسمت بد سے بسر افتادہ ہون ۔۔۔ یون شکست لب خاموش پہ آمادہ ہون

آج فریاد کی مظلومی اُمت ہون مین
نغمۂ عیش نہین ساز مصیبت ہون مین

گنبد سبز مین آرام سے سونے والے ۔۔۔ اور نمازون مین ہمارے لئے رونے والے
شان ہم اپنی بہت جلد ہین کھونے والے ۔۔۔ ہو چکے ہم پہ ستم تھے جو نہ ہونے والے

خفتہ بختی کا اثر عالم اسباب مین ہے

فتنے جاگ اُٹھے، آہی، تو ابھی خواب میں ہے

اُٹھ خدا کے لئے او پیکر خواب آلودہ — کھول دے چشم کرم جو ہے حجاب آلودہ
ہے تری اُمّت مرحوم عذاب آلودہ — دامن زہد ہے اور دست شراب آلودہ
اے کہ از فیض تو سرسبز بہار اسلام
اوٹھکر اب ہو چلا عزّ و وقارِ اسلام

پہلے ہم صاحب اسب اور تنگ تیغ و اورنگ و تاج — آہ! اک نانِ جوین کے لئے بیتاب ہیں آج
نہ حکومت ہے نہ ثروت ہے نہ دولت نہ خراج — اس سے پہلے تو نہ تھے ہم کبھی ایسے محتاج
گوہر و لعل سے مملو تھا خزانہ اپنا
ہائے وہ دن کہ موافق تھا زمانہ اپنا

چرخ کچھ دور نہ تھا آہ رسا سے پہلے — عرش چھو لیتے تھے ہم دست دعا سے پہلے
کر چکے شکوۂ ادبار خدا سے پہلے — یہ سنا تھا کہ وہ سنتا ہے صدا سے پہلے
لیکن اُس نے بھی کبھی گریہ و زاری نہ سنی
دل پہ کب سے نہ لگا جو ہماری نہ سنی

وہی کافر ہیں وہی اُن کی سیہ کاری ہے — وہی مرتد ہیں وہی شوق گنہگاری ہے
وہی اغیار ہیں وہی شیوۂ اغیاری ہے — وہی ہم ہیں وہی ذلت ہے وہی خواری ہے
وہی دُنیا ہے وہی طعن کی بوچھاریں ہیں
سر اسلام ہے اور کفر کی تلواریں ہیں

سرخرو آج وہی ہیں جو ستمگار بھی ہیں — بیمروت بھی ہیں ظالم بھی ہیں خونخوار بھی ہیں
دل شکن بھی ہیں دل آزار و دل افگار بھی ہیں — اس پہ طرہ یہ کہ اسلام سے بیزار بھی ہیں
بیکسوں پر ستم و جور روا رکھتے ہیں
میں تو جانوں یہ کوئی اور خدا رکھتے ہیں

یا نبی! کیوں نہیں موجود مصائب پہ نظر — سیکڑوں گوہر خوش آب ہوئے خاک بسر
دل چھدے تیغ ستم زخمی ہوئے نیزوں سے جگر — چشم رحمت بکشا جانب ترکی بنگر
کچھ تجھے اُمت عاصی کی خبر ہے کہ نہیں
آبرو ریزیِ اسلام کا ڈر ہے کہ نہیں

(سلا اشارہ بہ شکوۂ اقبال کی طرف)

فوجِ کفار کرے لشکرِ مسلم کو شہید اُن کی معصوم خواتین سہین جورِ شدید
ہو اسیرانِ ستم کو خلشِ قطع و برید اور ہر روز مَنے خانۂ اغیار مین عید

وہ دیان جنکو میسّر ہون کبھی مخمل کی
اُن کے بچون پہ پڑے اوس کھلے جنگل کی

حاملہ عورتین مقتولِ جفا ہو جائین دشتِ غربت مین عزیزون سے جُدا ہو جائین
بستیان سیکڑون پامالِ قضا ہو جائین کیا ستم ڈھائین یہ بندے جو خدا ہو جائین

سینے تانے ہوئے خنجر سے تنے بیٹھے ہین
خوفِ موسیٰؑ نہین، فرعون بنے بیٹھے ہین

آہ! آبادیِ اسلام کی بربادی ہے جو ستم کیش ہے آمادۂ جلادی ہے
جان شکن غیر کی طرزِ ستم ایجادی ہے تنِ مجروح لبِ زخم سے فریادی ہے

یادگارِ رہِ زو وفاداریِ بسمل باقی ست
قطرۂ خون بسرِ دامنِ قاتل باقی ست

اس سے مطلب یہ نہین خوفِ قضا کرتے ہین زندہ دل کب ہوسِ آبِ بقا کرتے ہین
مرنے والے کہین مرنے سے ڈرا کرتے ہین ہم تو خودداریِ دشمن کا گلہ کرتے ہین

ورنہ ہر معرکہ مین اپنا قدم جاتا ہے
پاؤن میدان مین جاتا ہے تو جم جاتا ہے

غم تو یہ ہے کہ تباہی مین ہے شانِ اسلام مٹتے جاتے ہین جہان مین بروح روانِ اسلام
نہ رہے گا جو کوئی مرتبہ دانِ اسلام ہم کہان ڈھونڈنے جائین گے نشانِ اسلام

اہلِ ملّت نہین پھر شوکتِ ملّت کیسی
پھول ہی جب نہین گلشن مین تو نکہت کیسی

زعم اُنکی ہے کہ ترکی ہوئی طرکی کی تمام ہے مسلمانون سے روٹھا ہوا ربّ الاسلام
بدعت انگیز ہوکے جاتے ہین سب کو پیغام نیست یون صفحۂ ہستی سے ہو توحید کا نام

مسجدین لوٹ کے پڑجائین کلیسا کی طرح
لا الٰہ جو کہے وہ ہو وہی لا کی طرح

اِن کو حسرت ہے کہ ہون معبدِ تشہید تباہ ظلمتِ کفر سے ہو جلوہ گہِ نور سیاہ

درسِ توبہ کی جگہہ عام ہو تعلیم گناہ نام توحید کا مٹ جائے معاذاً باللہ

حاملِ اسلام کو برگشتہ نصیبی ہو جائے

شکل رایت جو ہلالی ہے صلیبی ہو جائے

اب جو کعبہ ہے وہ پھر ٹوٹ کے بتخانہ بنے حرمِ قدس میں کفار کا کاشانہ بنے

پھر مدینہ میں لعب گاہِ سفیہانہ بنے یہ ارادے ہوں تو جانوں پہ نہ بنے یا نہ بنے

ہائے کیا وقت ہے اسلام پہ اسلام بخیر!

جانے کیا صورتِ انجام ہو انجام بخیر!

المدد خواجۂ اسلام! نہیں وقت درنگ جان ہے جسم سے بیزار تو ہم جان سے تنگ

ذرہ ذرہ نظر آتا ہے ہمیں چشمِ پلنگ لوگ کہتے ہیں مسلمان نہیں قابلِ جنگ

عالم بد رہو بلقان کے ویرانوں میں

بھیج دے حیدرِ کرار کو میدانوں میں

یا رسولِ عربی صدقۂ روحِ شبیرؑ ملتجی اہلِ خطا ہیں پئے عفو و تقصیر

معرضِ خوف میں ہے دینِ متیں کی تعمیر رحم کر رحم کہ اب وقت ہی اور وقت اخیر

ہو چکیں زندگیاں خوب خفا جانوں سے

بھر چکے غارِ کئی لاکھ مسلمانوں سے

جو مسلمان ہے وہ کیوں دین پہ قربان نہ جائے شان ایسی ہی ہے کہ اسلام کی یہ شان نہ جائے

جانِ توحید میں یہ لوگ، اگر جان نہ جائے جان بھی جائے تو جائے مگر ایمان نہ جائے

ہوئی ایمان کی جو کھوں تو نہیں جان کی خیر

جان وابستۂ ایمان ہے، ایمان کی خیر

سُن رہے ہیں کہ قیامت ابھی برپا ہو گی تپش مہرِ تپاں، حوصلہ فرسا ہو گی

عرضِ اعمال کو ہر قوم صف آرا ہو گی وہ قیامت نہ ہوئی آج تو کل کیا ہو گی

آسمان ٹوٹ پڑیں شور ہو جبّاری کا
دیکھنے والے مزہ دیکھ لیں قہّاری کا

آجکل عالم اسلام میں ہے حشر بپا — کون ان بےکسیوں پر نہیں مجبور بُکا
یا نبیؐ! آپ تو ہیں رحمتِ عالم، یہ کیا — آپ کی اُمت مرحوم، اور اُس پر یہ جفا؟

آج اسلام کا کیا حال ہے چلکر دیکھیں
آپ خود مرقدِ انور سے نکلکر دیکھیں

تیرے قربان مرے گیسوؤں والے آقا! — اب تو پردہ مِنی رُخ سے ہٹا لے آقا!
قیدیوں اور یتیموں کی دعا لے آقا! — نکل آ، لیکے ملائک کے رسالے آقا!

جلوہ افروز ہو یوں حیرت دوراں ہوکر
کفر بھی سجدے میں جھک جائے مسلماں ہوکر

ہے بجا ختم زمانہ یوں ہی ہو جائے گا — اب نبی اور نہ تشریف کوئی لائے گا
تیرا اجلال جو تکلیف نہ فرمائے گا — پیکر "مہدیِ موعود" میں کون آئے گا

نگراں لوگ سوئے مسجد اقصیٰ بھی ہیں
انتدا کے لئے تیار مسیحا بھی ہیں

تجھے اللہ نے بخشی ہے حیات ابدی — عالم قدس میں باقی ہے یوں ہی روح تری
وقت امداد کا ہے مدٔبیدی مدٔبیدی — مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی

شانِ اسلام زمانہ پہ عیاں کر آجا
کفنی پہنے ہوئے قبر سے باہر آجا

تو ہو پیدا، تو کوئی شکلِ ظفر ہو پیدا — مردہ اجسام میں ہستی کا اثر ہو پیدا
پھر ہر اک جسم میں اعجاز سے سر ہو پیدا — عالم حال میں دنیائے دگر ہو پیدا
یہ جو زندہ ہوں تو اسلام بھی زندہ ہو جائے

ٹھوکرین کہا کے ہر اک نعش مسیحا ہو جائے

آنے والے! عجب انداز عجب شان سے آ	نئے اعجاز دکھانے، نئے سامان سے آ

شام سے جلوہ نما ہو کہ خراسان سے آ	آ خدا کے لئے آ، چاہے جس عنوان سے آ

بکشا پردۂ رخسار العبد نازیبا

در لباس بشری جانب ما بازبیا

ہاتھ مین تیغ بھی ہو رایت اسلام بھی ہو	جسم پر جامۂ نوری بھی ہو احرام بھی ہو

کوثری بھی ترے ہمراہ رہے جام بھی ہو	تشنہ لب چین بھی ہو روس بھی ہو شام بھی ہو

سب کہین واہ رے ذیشان رسالت تیری

ہم کہین واہ رے اسلام صداقت تیری

تو بھی ہو ساتھ ترے حلقۂ اصحاب بھی ہو	یعنی انجم بھی ہون اور جلوۂ مہتاب بھی ہو

فوج عشاق بھی ہنگامۂ احباب بھی ہو	پیچھے پیچھے ترا خادم، ترا سیماب بھی ہو

لا الٰہ سے مکین اور مکان گونج اٹھے

اشہد ان محمد سے جہان گونج اٹھے

(نظام المشائخ)

اسرار

کتب خانه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ تصوّف

بادۂ عرفان کا پہلا دور

اے میرے متوالے ساقی — بادۂ عرفان والے ساقی تو
صدقہ حُسنِ عفو گستر کا — صدقہ کیف بھرے ساغر کا
ڈھال دے مے میرے ساغر مین — نشہ ''عرفان'' آسکے سر مین
مست و بیخود ہو جاؤن مین — فکرون سے فرصت پاؤن مین
آئے نظر عرفان کی تجلّی — جلوۂ حُسن افشان کی بجلی

لے عرفان کے بادل آئے — اوڑھے کالے کمبل آئے
برسے گی رحمت کی بدلی — فصل ہے معصیّت کی بدلی
تھی جسکی مدت سے تمنّا — ساقی وہ موسم آپہنچا
پھول کھلے کلیان اٹھلائین — دیکھ بہارین رحمت کی آئین
بلبل نے پھر جھولا ڈالا — لا ساقی لبریز پیالا

کیفیّت کا طور مبارک — العرفان کا دور مبارک
دید موسیٰؑ کو خوشخبری — پھر ''عرفان'' کی چمکی بجلی
جلوہ اس کا دور نہین ہے — اب تخفیص طور نہین ہے
ہر گلشن مین ہر جنگل مین — ہر غنچہ مین ہر کونپل مین
قطرہ قطرہ ذرّہ ذرّہ — اب سورج بن کر چمکے گا
وہ ''عرفان'' کی شانون والا — جلوہ نما ہو گا بے پردہ

آئین حسرت والے آئین — درد محبت والے آئین
نکلیں گے اب ارمان دل کے — ہو جائیں گے درمان دل کے

ہے محفل کا رنگ نرالا — الحمد للہ تعالیٰ
میر محفل ساقی عرفان — صاحب دل ہیں شاہ سلیمان
اہل ولا میں نام ہے ان کا — کیف افزائی کلام ہے ان کا
بادہ عرفان سے بھر بھر کر — دیں گے یہ مستوں کو ساغر
حسرت والے جم جم آئیں — جو کچھ لینا ہو لے جائیں
عشق بھی ہے حسن افشاں بھی — درد بھی ہے دل کا درمان بھی
عرفان کی سرکار کے صدقے — سرکاری دربار کے صدقے
میخواروں کو عام صلا ہے — پھلواری کا پھول کھلا ہے
بھر لو جھولی بھر لو دامن — گلریزی ہے گلشن گلشن
علم و ادب اخلاق و معانی — ہوگی اب سب کی ارزانی

تشنہ لب دیدار ہوں میں بھی — ساقی اک میخوار ہوں میں بھی
تلچھٹ پر قانع ہوں ساقی — دیدے جو رہ جائے باقی
سب سے اچھے کام کرونگا — ساقی تیرا نام کرونگا
ایسا جام ایسا ساغر دے — جو مجھکو مستانہ کر دے
مستیٔ رقصاں ہو اور میں ہوں — جذبۂ عرفان ہو اور میں ہوں

(العرفان)

طور کی چوٹی پر

چمک او برقِ ہستی سوز، یہ واماندگی کیسی؟ طپش آلودۂ الفت سے برہم خاطری کیسی؟
حجاب و شرم اور وہ بھی نظر بازانِ معنی سے عیان جب ہو چکی اکبار، پھر پوشیدگی کیسی؟
چمک کر تیرا چھپنا جسنے دیکھا اُس نے دیکھا تھا ہمین تو دیکھنا یہ ہے چمک کر تو گری کیسی؟
تری فطرت مین اسبابِ سرور و نور سنتے ہین تو پھر یہ طور پر تاریکی و افسردگی کیسی؟
بنا کر قصۂ طور و حکیم اللہ کو پھر سے "بدنیا ایک صدا افسانۂ تو" خامشی کیسی؟
وداعِ ہوش کی پروا نہ کر جلوہ گری فرما ابھی سے ہوش جب ہم مین نہین پھر بیہشی کیسی؟
ہمین بھی کر طپش اندوز او برقِ شرر پیکر ذرا ہم بھی تو دیکھین تجھ مین ہے غارتگری کیسی؟

مثالِ چشمِ موسیٰؑ، طالبِ دیدار ہم بھی ہین
جلا دے، آج جلنے کے لئے تیار ہم بھی ہین

یہ وادی، یہ بیابان، اور یہ ایمن کی تنہائی امیدِ سوختن کس عالمِ تنہا مین لے آئی
یہ چوٹی طور کی جو یادگارِ عہدِ موسیٰؑ ہے کھُبی جاتی ہے آنکھون مین یہان دیرینہ رعنائی
نظر آتا نہین میرے سوا نظّارگی کوئی کبھی مین خود تماشا ہون، کبھی مین خود تماشائی
لگانا چاہتا ہون سارے کوہِ طور کا سُرمہ بڑھانا چاہتا ہون دیدۂ حسرت کی بینائی
تمنّا ہے کہ اس منظر کو اپنے ساتھ لیجاؤن مرے دامن کی تنگی دیکھ اور ایمن کی لمبائی
مری صحرا نوردی حاصلِ وردِ تجلّی ہے نہ مین شیرین کا عاشق ہون، نہ مین لیلیٰ کا سودائی
چمک کا شیفتہ ہون، جس طرح چمکے جہان چمکے جھلک کا منتظر ہون، ایک جلوے کا تمنّائی

سوادِ یاس کی تاریکئ شبگیر چمکا دے
چمک جا، اور چمک کر تو مری تقدیر چمکا دے

کلیسا مین تجھے ڈھونڈا، حرم مین بھی تجھے ڈھونڈا برہمن بن کے ہر بیت الصنم مین بھی تجھے ڈھونڈا
بہت کی دردمندون کے دلون مین جستجو تیری حسینون کی نگاہِ پرستم مین بھی تجھے ڈھونڈا
وفا والون کے سامانِ وفا مین بھی تجھے دیکھا عطا والون کے دامانِ کرم مین بھی تجھے ڈھونڈا

سُنے نغمے ہزاروں آہ وہ سب تجھ سے خالی تھے ‏ نوائے آرزو کی زیر و بم میں بھی تجھے ڈھونڈا
لیا تیری ہی خاطر جائزہ لاکھوں خیالوں کا ‏ مضامین خانۂ اہلِ قلم میں بھی تجھے ڈھونڈا
شریکِ عیش ہو کر، شاملِ اہلِ عزا ہو کر ‏ خوشی میں بھی تجھے ڈھونڈا، الم میں بھی تجھے ڈھونڈا
وفورِ جستجو نے کر دیا اس درجہ کا بیہودہ ‏ کہ دامانِ نسیم صبحدم میں بھی تجھے ڈھونڈا

بالآخر طور پر مجھ کو ہوائے آرزو لائی تھی
تھکا کر مشرق جلوہ تک اب کے جستجو لائی

چمک او برقِ پنہاں اور پامالِ شرر کر دے ‏ طپش دل کی مٹا دے، آ مجھے شعلہ بسر کر دے
نظر کو چاہیے یہ ہے کہ ممنونِ تجلی ہو ‏ تجلی کو خدارا آج مشکورِ نظر کر دے
بنا دے ڈھیر اُمید و تمنا کا، گرا بجلی ‏ بڑا ارمان ہے، خاکسترِ قلب و جگر کر دے
بیک نظارۂ گرم و بہ یک ضو ریزیِ تازہ ‏ مری اُمیدِ طولانی کا قصہ مختصر کر دے
مرے جامِ نظر میں بھر شرابِ حیرتِ جلوہ ‏ خبر لے، رحم کر، بے خود بنا دے، بے خبر کر دے
جمودِ طورِ سینا چاہتا ہے بے سکوں ہوتا ‏ جو کل سرمہ بنا تھا آج اس سے زیر و زبر کر دے
ترے قرباں! اگر اندازِ رعنائی کو بے پردہ ‏ مجھے ہم رنگ موسیٰ آج کوہ طور پر کر دے

ابھی تجلی کے پرتو سے جہاں معمور ہو جائے
زمانہ میں نئی پھر داستانِ طور ہو جائے

(العرفان)

عرفانِ نفس

بھولا ہوا ہے کیوں ارے نادان، اپنے نفس کو — پڑتال اپنے نفس کو۔ تو جان اپنے نفس کو
دیتا ہے نادانی سے کیوں، نقصان اپنے نفس کو — انجان بنکر یوں نہ کر، حیران اپنے نفس کو
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

حاصل اگر ہو جائیگا عرفان اپنے نفس کا — کھل جائیگا تجھ پر اک فیضان اپنے نفس کا
ہاں دیکھ دل کی آنکھ سے، سامان اپنے نفس کا — عرش آئیگا تجھکو نظر، میدان اپنے نفس کا
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

تو نفس کو پہچان عرفانِ الٰہی ہے یہی — ہو جا گدا اپنے نفس دل کی بادشاہی ہے یہی
تو نفس سے ہے بیخبر وجہ تباہی ہے یہی — صبح و مسا در وزبانِ مہر و ماہی ہے یہی
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

وہ نفس علم الحق ہے جسکو نفس کی پہچان ہے — اللہ کی پہچان علم النفس سے آسان ہے
مشکل اسی کی جانچ ہے، مشکل یہی عرفان ہے — وہ جس نے پہچانا اسے اہل خبر کی جان ہے
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

کہتے ہیں جسکو علم حق اسکی حقیقت ہے یہی — اللہ سے ملنے کی اک پر کیف حالت ہے یہی
جو صورت محبوب با معنی ہے وہ صورت ہے یہی — سب سے ضروری ایک تعلیم طریقت ہے یہی
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

تو رہنے والا ہے کہاں کا، دہر میں آیا ہے کیوں — تیرا وجودِ زندگی، تجھکو یہاں لایا ہے کیوں
خالق نے دنیا میں تجھے تخلیق فرمایا ہے کیوں — تو نے لقب انسان کا یہ تو سمجھ پایا ہے کیوں
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

ہے دو نفس کی زندگی، میعادِ رحلت کو سمجھ — پہچان اپنے نفس کو اپنی حقیقت کو سمجھ
جو ہے نفس اور نفس میں فرق اسکی حالت کو سمجھ — کر غور اپنے حال پر، اسبابِ خلقت کو سمجھ
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

یہ نفس امّارہ نہین، دشمن ہے جو ایمان کا — بلکہ وہ نفسِ مطمئن جو آسرا ہے جان کا
اُس نفس کو پہچان، آئی لطف کچھ پہچان کا — وہ نفس کیا ہے، اک نمونہ ہی خدا کی شان کا
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

مرشد کی آنکھون مین سما اُسکی نظر سے کام لے — صورت سے شاہد سے دیدۂ معنی نگر سے کام لے
کر فکر علم النفس مین اُسکے اثر سے کام لے — ظاہر پرستی چھوڑ قلبِ مستتر سے کام لے
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

یہ راز کی باتین ہین بالکے شوق کے جھالے سے چھو — اس راز سے لائے کی دل پر داغ ہر اسے سو بوجھ
راتون کو جو چھپکر نکل جاتا ہے اُس تارے سے پوچھ — اُلجھن مین کیون پڑتا ہے اپنے گیسون والے[1] سے پوچھ
پہچان اپنے نفس کو، پہچان اپنے نفس کو

[1] مراد از مرشد

(العرفان)

جمال وجلال

موسیٰؑ کو تھا جو تیری تجلی کا اشتیاق
دل ناشکیب اور پریشان حال تھا
دل تھامے دل تھامے دوڑ کے آتے تھے طور پر
مجبور تھے کہ شوق تجلی کمال تھا
آنکھیں تھیں منتظر ارنی تھا زبان پر
سب بے چینیوں میں صبر بھی کار محال تھا
پردہ تجلیوں کا بنیں لن ترانیاں
بے مثل تھا جواب نرالا سوال تھا
آخر کو آگیا حرکت میں حجاب حسن
عاشق کی چشم شوق سے چھپنا محال تھا
شعلے ہوئے بلند جو برق جمال سے
طوفان آتشیں سر دشت وجبال تھا
موسیٰؑ کو برق حسن نے بیہوش کر دیا
باقی رہا جو طور تو وہ پائمال تھا
پھیلی ہوئی جو تھی تپش حسن ہر طرف
ہر ذرہ ذرہ وادیٔ ایمن کا لال تھا
آیا جو ہوش رہ گئے وا دیدۂ کلیمؑ
حسرت وہی تھی اور وہی شوق جمال تھا

ڈالا ترے خلیلؑ کو لوگوں نے آگ میں
ہر فرد اُن کی قوم کا پُر اشتعال تھا
جو اہل دل تھے دیکھ کے ہوتے تھے مضطر
اس واقعہ سے قلب فلک بھی نڈھال تھا
تھے بام آسمان پہ فرشتے بھی دم بخود
حوروں کو بھی ریاض جناں میں ملال تھا
بحر کرم میں تیرے لیکایک اُٹھا وہ جوش
غیروں کے جسم پہ عرق انفعال تھا
وہ آگ مثل آب رواں سرد ہوگئی
شعلہ ہر اک غیرت شاخ نہال تھا
چاہا جو تو نے آگ کو گلزار کر دیا
یہ تیرے حسن رحم کا ادنیٰ کمال تھا
ظاہر ہوا یہ حال کلیمؑ و خلیلؑ سے
وہ تھا ترا جمال یہ تیرا جلال تھا

(العرفان)

دعوت روح

(پچھلے پہر کے سنّاٹے مین)

سوتی ہے دنیا ہر سو   سوتی ہے پھولون کی بو
ہوکر نفس سے بے قابو   کب تک بدلے گا پہلو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

سوسن ہے گویا خاموش   نرگس مستی سے بیہوش
قمری پتون مین روپوش   چپ ہے سرو کنارِ جو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

سب ہین ساکت مور چکور   ساکن ہے چڑیون کا زور
بلبل بھول گئی ہے شور   گم ہین آنکھون مین آنسو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

خوابِ ہستی ہے دو چند   سب عالم ہے غفلت مند
تارون کی آنکھین ہین بند   چشم خفتہ ہے جگنو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

زاہد، فاسق اور میخوار   پتھر، دریا اور اشجار
سب ہین غفلت مین سرشار   مومن، کافر اور ہندو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

چھائی ہوئی ہے خاموشی   ساکت ہے دنیا ساری
ہے یہہ وقت یکسوئی   کیون کھوتا ہے اسکو تو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

بھوکی ہے روحِ مجبور   اسکی دعوت ہے منظور

لائین قدسی خوانِ نور خوش رو، خوش رنگ و خوشبو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

چمکین آثارِ انور دُنیا ہو جائے بیدار
ہو کر محوِ رنگِ یار طوطی بولے تو ہی تو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

رشکِ نورِ سحر ہو رات صبحِ عید ہو جس سے مات
چمکین رحمت کے لمحات جیسے حورون کے گیسو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

اپنے جلد دکھا اعجاز اے میرے ہمدم ہمساز
تیری باتین سحر طراز تیرے لفظون مین جادو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

وقتِ خلوت ہے نادان حاصل ہے ہر اطمینان
کر ہنگامے کا سامان ہو کر دُنیا سے یکسو
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

خوابِ خودی سے ہوشیار بیخود ہو جا میرے یار
تجھ سے کہتا ہون ہر بار اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!
اے دل بول اُٹھ اللہ ہو!

(نظام المشائخ)

(نوٹ) اس نظم کی تقطیع "فعلن فعلن فعلن فع" سے ہوتی ہے اور اسی کے زحافات پورا کرنے کے لئے لفظ "اُٹھ" "بول" کے بعد اضافہ کیا گیا ہے۔ لیکن جو حضرات اس نظم کو زیورِ موسیقی پہنانا چاہین اور رمضان کی راتون مین جبکہ ہر طرف سنّاٹا چھایا ہوا ہو اس نظم سے فضائے خاموش مین "بیداری" پیدا کرنے کے آرزومند ہون وہ اس "اُٹھ" کی قید سے بری ہو سکتے ہین۔ اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ "بول" کے ب و کو ذرا تموج کے ساتھ ادا کرین۔ تقطیع بغیر "اُٹھ" کے بھی پوری ہو جائے گی اور "اے دل بول اللہ ہو!" کی پر کیف موسیقی مین "عالم ہو" کی پوری سینری نظر آجائے گی۔ مین نے "اُٹھ" صرف اسلئے بڑھا دیا ہے کہ بادی النظر مین ایک زحاف کم معلوم ہونے سے نکتہ چین معترض ہون ورنہ مین خود اس مصرعہ کو اسی ہلکے فضائی تموج کے ساتھ اس طرح جھوم جھوم کر گا رہا ہون ع " اے دل بول اللہ ہو!

بیماب

ہمہ اوست

اندرین جلوہ گاہِ گونا گون
مین جو سرگشتہ تحیّر ہون
کیا بتاؤن کہ ہے یہ حیرت کیون
فرصتِ دید ہو تو کچھ بولون
دیکھتا ہون جسے زمانے مین
ہے وہ رازِ و نیاز کا بیچون
آب و خاک و ہوا و آتش مین
فطرتِ غالب ہے بوقلمون
کیا ہین یہ کوہ و دشت و برگ و شجر
خوفِ ملّت نہ ہو تو کچھ کہدون
آج جس چیز پر نظر ڈالو
کہہ رہی ہے زبانِ حال سے یون

منم آئینۂ جمال کسے
نقص مین مظہرِ جمال کسے

ذرّے ذرّے مین اوسکا جلوہ ہے
قطرے قطرے مین عکس اسکا ہے
نیست و ہست مین وہ ہے پیدا
سب تجھے اپنی پڑی ہے، تو کیا ہے
آنکھ جسکی کہ ہے تماشائی
اوسکی قدرت کا اک تماشا ہے
پردۂ راز سے جہان سارا
جسنے دیکھا ہے اوسنے دیکھا ہے
تجھے تخصیص و حصر کی ہے فکر
مجھے ہر شے پر اوس کا دھوکا ہے
دیکھتا ہون مین جس کسی کی طرف
اوس کا باطن یہ مجھسے کہتا ہے

کہ بجشمانِ دل مبین جز دوست
ہر چہ بینی بدان کہ مظہرِ اوست

وہ ہی گُل مین ہے خار مین ہے وہ ہی
وہ خزان مین، بہار مین ہے وہ ہی
اوسکی تنویر صبحِ عید مین ہے
رنگِ شبہائے تار مین ہے وہ ہی
بیقراری اوسی کا پرتو ہے
کہ دلِ بیقرار مین ہے وہ ہی
باغ مین ہے اوسی کی گلکاری
دشت اور کوہسار مین ہے وہ ہی
وہ ہی پنہا نوائے طوطی مین
اور بانگِ ہزار مین ہے وہ ہی

خود ہی منظور ہر نظر ہے وہ　　اور ہمہ انتظار مین ہے وہ ہی

یارِ من بالکمال رعنائی
خود تماشا و خود تماشائی

وہ ہی لیلیٰ کے حسنِ شیرین مین　　وہ ہی شیرین کے ناز و تمکین مین
سرِ فرہاد مین وہ ہی سودا　　وہ ہی مجنون کے قلب غمگین مین
وہ ہی منصور کی زبان پر حق　　وہ ہی یوسف کے دین و آئین مین
وہ ہی وامق کے دل کی بیتابی　　وہ ہی عذرا کے روئے رنگین مین
خود ہی نظارگی ہے وہ اپنا　　خود ہی مصروف اپنی تزئین مین

جلوہ و جلوہ گاہ و طور خود است
مظہر و مرجع ظہور خود است

خاک پتھر پہاڑ برگ و ثمر　　دام و دد آدو طیور و جن و بشر
الغرض ہے جو کچھ بھی دنیا مین　　آسمان و زمین و شمس و قمر
سب اوسی کے ہین اور وہ ہے سبھی مین　　چاہیے دیکھنے کو حسن نظر
مسلکِ اہل فقر ہے "ہمہ اوست"　　اس مین معنائے رازہین مضمر
فلسفی کا بیان ہے ناطقہ بند　　اور ادراک ہے شکستہ کمر
چشمِ باطن اگر میسر ہے　　تو ذرا سر جھکا کے غور تو کر

ہر گیاہے کہ سبزہ مے روید
کلمۂ لاالٰہ مے گوید

(صوفی)

تو ہی تو ہے

رباعی

حیران طلسم گاہِ قدرت ہون مین آئینۂ جلوہ گاہِ حیرت ہون مین
گرتی ہے جو بوند ابر سے اسے سیماب کہتی ہے کہ دریا کے حقیقت ہون مین

رباعی

گلشن مین بہار عالم آرا تو ہے صحرا مین مسافرون کا یارا تو ہے
چھوٹی ہوئی ہر آس کی امید ہے تو ٹوٹے ہوئے ہر دل کا سہارا تو ہے

رباعی

بیداری مین اور نیند کے خراٹے مین گھمسان مین اور ہوا کے فرّاٹے مین
پائی ہے طلوع شمس مین نغمہ تیری دیکھا ہے تجھے رات کے سناٹے مین

(صوفی)

دھکوڑی[1] کا محویت خانہ

آہ! اے ننھے سے کیڑے، طائرِ ناز آفرین
سطحِ عالم پر تری ہستی ہے اعجاز آفرین

دیکھنے کی طرح کوئی تجھکو دیکھے تو سہی
ہر کرشمہ اور ہر انداز ہے راز آفرین

خود تجلیاتِ فطرت کی دکھاتا ہے نمود
جلوہ گر کرکے تجھے خلاق پرواز آفرین

ساز تیرا دردمندون کے لئے ہے وجہ سوز
سوز تیرا اہلِ معنی کے لئے ساز آفرین

ہے ترا چھوٹا سا حجرہ، جملہ راز و نیاز
اور تو اسمین سراپا جلوۂ راز و نیاز

اے دھکوڑی دہر مین اک نقشِ حیرت زا ہے تو
یا ہے تصویرِ تصوّر کیا بتاؤن کیا ہے تو

ہے تری پرواز موجِ عشق کی ہمرہان
اور محویت کا اک بہتا ہوا دریا ہے تو

رات دن یکسان تلاشِ صورتِ مقصود مین
آہ! کیون مثلِ نگاہِ شوق آوارہ ہے تو

کیف افزا کسقدر ہے مختصر ہستی تری
وجد کا اُڑتا ہوا سا جلوۂ رعنا ہے تو

ہے بقا مین بھی تری پوشیدہ تاثیرِ فنا
محویت خانہ مین اپنے تو ہے تصویرِ فنا

ایک جھینگر کے لئے دن رات چکراتی ہے تو
بیدھڑک دیوار کے روزن مین گھس جاتی ہے تو

کسقدر ہوتی ہے خوش ملتا ہے جب جھینگر تجھے
اسکو لیکر اپنے حجرہ مین چلی آتی ہے تو

بیٹھ جاتی ہے پھر اسکے سامنے بالکل خموش
اور نہ اپنے پر ہلاتی ہے نہ لہراتی ہے تو

اسقدر کیف تصوّر سے تو ہو جاتی ہے مست
آخر اُس جھینگر کو اپنے رنگ پر لاتی ہے تو

[1] - دھکوڑی ایک چھوٹا سا پردار جانور ہوتا ہے، اُسے ہر وقت جھینگر کی تلاش رہتی ہے - جب اسے جھینگر کسی سوراخ مین ملجاتا ہے تو اُسے اپنے پنجون مین دباکر اپنے گھر لیجاتی ہے - اور وہان اُسے اپنے سامنے رکھکر اُسی پر اپنا تصوّر جماتی ہے اور یہان تک محوِ تصوّر ہوجاتی ہے کہ خود فنا ہوجاتی ہے اور جھینگر دھکوڑی بنکر جھینگر کی تلاش مین پھرنے لگتا ہے - اسی حالت سے متاثر ہوکر یہ نظم لکھی گئی ہے - جو امید ہے کہ طبقۂ اہلِ تصوف مین قدر کی نگاہون سے دیکھی جائے گی -

سیماب

تو فنا ہوتی ہے اور پیکر ترا پاتا ہے وہ
تیرے حجرے سے دھکوڑی بن کے اُڑ جاتا ہے وہ

اپنی ہستی کو مٹانا کوئی تجھ سے سیکھ لے — قالبِ دلبر میں آنا کوئی تجھ سے سیکھ لے
ہے تجھے صد آفریں اے قطرۂ لرزانِ عشق — گھل کے دریا میں سمانا کوئی تجھ سے سیکھ لے
جزو کے کل میں سما جانے کی یہ ترکیب ہے — اس طرح مٹنا مٹانا کوئی تجھ سے سیکھ لے
ہے فنا ہونا ترا حسنِ بقا کی اک مثال — زندگی مر مر کے پانا کوئی تجھ سے سیکھ لے

یہ فنا اور یہ بقا ہست و عدم کا ہے ثبوت
"مثلِ سبزہ بارہا روئیدہ ام" کا ہو ثبوت

اس طرح اے ڈھونڈنے والے تلاشِ یار کر — نذرِ وحشت زندگی اپنی نہ تو زنہار کر
ہے یہ تیری زندگیٔ جاودانی کا سبب — یار میں ہو جا فنا، اپنی خودی کو مار کر
اپنے ہونے کا نہ ہو تجھکو کسی صورت گمان — چور اپنے ہاتھ سے خود شیشۂ پندار کر
محو ہو اتنا تصور میں کہ ہو جائے فنا — دیدۂ باطن سے حاصل لذتِ دیدار کر

"ماسوائے ہو منزہ" محویتِ خاصہ ترا
حسرتِ جاناں میں ہو انداز جانانہ ترا

اپنے دل کو حسنِ جاناں کا جلوہ خانہ بنا — شمع اس کو جان، اُس پر خود کو پروانہ بنا
کھینچ لے جذبِ تصور سے اُسے اپنی طرف — اور اُس تصویر کا آنکھوں کو دیوانہ بنا
ہو دوئی کی جن میں بو، پامال وہ جذبات کر — جو لگاتے ہیں ترے اُن سب کو بیگانہ بنا
جا، دھکوڑی اور جھینگر کی نئی تقلید کر — اپنی ہی تصویر کو تصویرِ جانانہ بنا

یوں اگر محوِ جمالِ یار ہو جائے گا تو
آپ ہی "دل" آپ ہی "دلدار" ہو جائیگا تو

(صوفی)

خلوتِ دل

کسقدر یکسو ہمارے دل کا خلوت خانہ ہے
جسکو ڈھونڈھا کرتے ہین اہل دل وہ ویرانہ ہے

ڈھیر ہین گم گشتہ سامانی کے اسمین ہر طرف
حسرتِ آوارہ کی بربادیٔ اک کاشانہ ہے

آشنائی سے ہے کوسون دور یہ نا آشنا
اس سے بیگانہ ہین سب اور سب سے یہ بیگانہ ہے

اسکی تاریکی بھی رشکِ تابشِ مہتاب ہے
ضوفگن اسمین فروغِ جلوۂ جانانہ ہے

گونجتے ہین نالۂ بیتاب اسکے دور مین
جو صدائے خانۂ خالی ہے وہ مستانہ ہے

ہر ادائے دلستان پر شیفتہ ہے آپ ہی
خود ہی شمعِ حُسن ہے اور آپ ہی پروانہ ہے

اپنے خلوت خانۂ دل مین ذرا کرتا تلاش
ڈھونڈتا پھرتا ہے بن بن قیس تو دیوانہ ہے

جستجو ہے جسکی لیلیٰ کا وہ محمل ہے یہی
دیکھنے کی چیز وہ جلوون بھرا دل ہے یہی

اہل نظارہ چلو سامانِ رویت اسمین ہے
جو کہین مل ہی نہین سکتی وہ دولت اسمین ہے

ڈھونڈتے پھرتے ہو تم بزم تماشا مین جسے
کمدو پروانون سے وہ شمع محبت اسمین ہے

وحدت و کثرت کے جلوے ہین اسی سے آشکار
رنگِ جلوت اسمین ہے اندازِ خلوت اسمین ہے

ہے یہی پردہ سرائے جلوۂ پردہ نشین
جو ہر صورت ہے پوشیدہ وہ صورت اسمین ہے

اسمین ہے احساسِ راحت اسمین ہے جذبِ نشاط
اسمین ہے ہنگامۂ غم شورِ حسرت اسمین ہے

اسمین وہ کچھ ہے جو دنیا مین نہین ملتا کہین
سیکڑون حسنون سے بہتر حُسنِ فطرت اسمین ہے

حاملِ صد جلوۂ ناز آفرین ہے بزمِ دل
اسلیے پہلو مین چھپ رہنے کی عادت اسمین ہے

حُسنِ جانانہ کے پرتو سے جو یہ معمور ہے
پردۂ ہستی مین فرطِ شرم سے مستور ہے

عابدون کے جذبۂ طاعت کا مخزن ہے یہ دل
صوفیون کے رازِ گوناگون کی چلمن ہے یہ دل

طائرِ سدرہ بھی اسکی عظمتون پر لوٹ ہے
عندلیبِ روح کا پیارا نشیمن ہے یہ دل

گوہرِ اسرارِ پوشیدہ ہزارون اسمین ہین
بحرِ ہستی مین درِ معنیٰ کا معدن ہے یہ دل

برہمن بھی دیر مین قائل ہے اسکی دید کا — اسکے درشن کے لئے انمول درپن ہے یہ دل
بلبل وحدت کو اسکی سیر کرنا چاہیئے — ہر طرح کے پھول ہین جسمین وہ گلشن ہے یہ دل
سیکڑون وارفتۂ جلوہ ہین موسیٰ کی طرح — جلوہ گاہِ شعلۂ وادیٔ ایمن ہے یہ دل
مشربِ صوفی مین بیت اللہ ہے اسکا لقب — لامکان جسکا مکان ہے اسکا مسکن ہے یہ دل

یہ دکانِ مختصر، عالیِ تجلی گاہ ہے
مرجعِ "اللہ" ہے معراجِ "الا اللہ" ہے

دیکھنا منظور ہے اسکا تو دلکی سیر کر — ہے اگر منظور نظارہ، تو دل کی سیر کر
دل ہوا حاصل تو دلبر آپ ہی ملجائیگا — دلربا پر ہے اگر شیدا، تو دل کی سیر کر
پھول لاکھون رنگ کے اس مین ملینگے جلوہ گر — جستجوئے گل کا ہے سودا، تو دل کی سیر کر
اہل دل کی ہے یہی تعلیم راہِ عشق مین — چاہتا ہے یار سے ملنا، تو دل کی سیر کر
دل مین ہے موجود ہ سامانِ وصالِ یار بھی — وصل کا اسکے جو ہے جسکا، تو دل کی سیر کر
جام جم کو توڑ، آئینہ سکندر کا نہ دیکھ — ہے میسر دیدۂ بینا، تو دل کی سیر کر
او شکستہ دل، ادھر آ کیون ہے مایوس حال — دل لگا بیٹھا ہے تو، اچھا، تو دل کی سیر کر

دل کا آئینہ کدہ، صورت نمائے یار ہے
خلوتِ دل جسکو کہتے ہین، سرائے یار ہے

(صوفی)

محمل

نمودِ حُسن

اے نمودِ حُسن، اے تصویرِ جذبات آفرین — کسقدر بیباک تیری ہر اداے ناز ہے
یہ مری سی اک جھلک تیری خیالات آفرین — آہ! کیا دلدوز تیرِ غمزہ ہاے ناز ہے

آہ یہ قشقہ، یہ آنکھین، یہ خمیدہ سے بال — یہ صباحت ریز صورت چاند سے اچھی جبین
یہ عذارِ صاف، یہ ابرو، یہ قدِ نونہال — آہ! تو وہ ہے کہ مین تجھکو بتا سکتا نہین

کان مین بندے ہین، ہاتھون مین سہاگن چوڑیان — ہے گلے مین موتیون کا ہار آرائش فزا
یہ تناسب اور رنگِ کمسنی غازہ فشان — اور اِن سب پر نمودِ حُسن، زیبائش فزا

آہ یہ لب پر تبسم، اور آنچل ہاتھ مین — منہ سے کچھ کہہ تو سہی، مدِ نظر ہے کیا تجھے
او رنگیلی نازنین، آجائے گا بل ہاتھ مین — ہائے کیون اپنی نزاکت کی نہین پروا تجھے

بول اے تصویرِ فطرت، اپنے منہ سے بول تو — محوِ حیرت کیون ہے؟ خاموشی ہے کیون چھائی ہوئی
بات کر ہم سے، لبِ رعنا و رنگین کھول تو — سامنے ہے کون؟ کیون ہے آنکھ شرمائی ہوئی

لغزشِ ہستی، تنِ ساکت ترا پیدا کرے — کاش تجھ مین جان پڑ جائے ٹہلنے کے لئے
تھام لون دامن ترا مین اپنے دستِ شوق سے — جب ہو تو تیار، پہلو سے نکلنے کے لئے

پرستارہ

(پرستش کے بعد)

شعاعِ صبح زا، او شعلۂ برقِ جمال   کسقدر باکیف تیرا جلوۂ جانانہ ہے
جاذبِ نشترِ نگاہِ برہمن ہے تیری چال   آتشین چہرہ ترا، شمعِ درِ بتخانہ ہے
تو ثریا ہے، کہ پروین ہے، کہ مہ پارہ ہے تو

حُسن کی دیوی تجھے کہنا ہے معمولی سی بات   تو تو دلداری کی جیتی جاگتی تصویر ہے
دیر سے ہے شہرۂ حُسنِ بتانِ کائنات   او وقارِ دیر، تجھسے دیر کی توقیر ہے
حُسن کا او غمزۂ آزاد، گہوارہ ہے تو

ہے غرورِ حُسن کا فتنہ کوئی برپا مگر   یا کھڑی ہے اک پری جو مائلِ پرواز ہے
جا رہی ہے آج پھر زہرہ زمین سے چرخ پر   ہاتھ مین آنچل ہے، اور صرفِ خرام ناز ہے
ہے تری انداز سے ثابت، کہ سیّارہ ہے تو

پردہ دارِ حُسن ہے کھلتی ہوئی ساری تری   اور اس پردہ مین ہین انداز ساری حُسن کے
چشمِ اُلفت مین کبھی جاتی ہے تیری سادگی   تیرے پیکر مین جھلکتے ہین شرارے حُسن کے
برقِ کوہِ طور کا دھندلا سا نظّارہ ہے تو

رونقِ کاشانۂ دل ہو، خدا کے واسطے   آنکھ وابستہ ہے تیرے جلوۂ بیگانہ سے
تو دوا بنجا دلِ دردآشنا کے واسطے   آ، مرے دلمین اُتر کر زینۂ بتخانہ سے
آہ، کیون مثلِ نگاہِ شوق آوارہ ہے تو

عطر بھی ہے ساتھ تازہ پھول بھی ہین ہار بھی   بھر کے اک تھال مین سامانِ پرستش لائی ہے
ہے ندامت کوش تیری نرگسِ عیار بھی   لوٹ کر شاید کسی کا دین و ایمان آئی ہے
منفعل کیون آج اے بیچین گنہگار ہے تو

برہمن کو ہے ترے انداز کافر سے نیاز   ہے تصدق تجھپہ ہر بت کی نگاہِ آرزو
نازشِ طاعت ہے، تیرا جلوۂ بتخانہ ساز   کچھ خبر بھی ہے تجھے او سجدہ گاہِ آرزو
وہ پجاری ہے ترا جسکی پرستارہ ہے تو

(ذقعاد)

مرے دوستانیوالے

ادھر اُن کا حُسن نمکین، ادھر آفتون بھرا دل — انھین نشۂ تغافل، اِسے ترکِ عشق مشکل
جو کیا ہے زار و مضطر۔ کسی بیوفا نے مجھکو — تو بنا دیا ہے وحشی، دلِ مبتلا نے مجھکو

دیئے ہین خدا نے مجھکو، مرے دوستانیوالے

مرا دل بھی بیوفا ہے، جو بجائے گُل ہے بلبل — مین کسی پہ لوٹ بھی ہون، تو فدائے گُل پہ بلبل
تجھے صرف اک خلش ہی، مری تیری ہمسری کیا — ہے بہت بڑا تفاوت، مین سناؤن تو سُنتے جا

تجھے ایک گُل کا کھٹکا، مرے دوستانیوالے

وہ جلا رہے ہین دل کو یہ مجھے جلا رہا ہے — مرا درد ہے دوبالا، مجھے کب کوئی گلا ہے
جو تڑپ رہا ہے یہ دل، تو وہ مسکرا رہے ہین — یہ مزے مجھی سے پوچھو، مجھے لطف آ رہے ہین

کہ مجھے ستا رہے ہین، مرے دوستانیوالے

وہ نگاہین سیدھی سادھی کہ جو صبر آزما ہین — یہ تڑپ کہ جسکے پہلو شبِ ہجر حشر زا ہین
نہ کرین کمی جفا مین خلشین بڑھائے جائین — جو مزے کا ہے ستانا تو مجھے ستائے جائین

یونہین آزمائے جائین۔ مرے دوستانیوالے

نہ یہ درد لا دوا ہے نہ ہے بے نیازِ درمان — مگر اس مین جو مزہ ہے، وہ ہے چارہ سازِ درمان
ہون ستم طلب کچھ ایسا کہ نہین کوئی ٹھکانا — مین فغان سے کہہ رہا ہون، کہین تا بلب نہ آنا

کہ نہ چھوڑ دین ستانا، مرے دوستانیوالے

مجھے جنگلون سے مطلب، مجھے کام بوستان سے؟ — مجھے ایسی کیا پڑی ہے کہ مین اُٹھ چلون یہان سے
کسی آستان پہ سر ہے نہ ہون مین کسی گلی مین — مرے دل مین وہ فروکش، مرا دل ہے بیکلی مین

ہیں چھپے ہوئے مجھی میں، مرے دوستانیوالے

رہ ستم کے پھر ستائیں، میں گلہ کروں، تو جھوٹا — جو فغاں کروں تو مجرم، جو بکا کروں تو جھوٹا

نہ شکایتِ ستم ہے نہ ہے عذرِ بیگناہی — مجھے فکرِ زندگی ہے، نہ مجھے غمِ تباہی

رہیں شاد یا الٰہی، مرے دوستانیوالے

مرے درد میں شبِ غم جو یہ ایک سا مزہ ہے — کوئی غمگسار پوچھے، تو بتلاؤں وجہ کیا ہے؟

جو یہ دل ہے اُن سے بڑھکر، تو وہ اس سے سخت پتھر — نہ یہ کم، نہ اِس سے وہ کم، ہیں ہر اک طرح برابر

کہ ہیں ایک سے ستمگر، مرے دوستانیوالے

(نقاد)

حیات مشترک

مشترک ہے سرو قمری سے چمن کی زندگی وہ بہار باغ ہے یہ موج نغمات بہار
شمع و پروانہ بنے ہیں انجمن کی زندگی اس سے ہنگامہ ہے اس سے نشر لمعات بہار

آسمان پر چاند اپنی چاندنی کے ساتھ ہے اور کوکب کو ثریا سے ہم آغوشی نصیب
نیر اعظم کی دلسوزی کرن کے ہاتھ ہے ہے صبائے گلستان کو گل سے ہمدوشی نصیب

روز روشن ہے اگر وابستۂ دامان شب گوہر خوش آب ہے وصل صدف سے آشنا
ہیں حباب بحر امواج روان سے لب بہ لب اور نکہت غنچۂ ساغر بکف سے آشنا

شیشۂ رنگین کو کیف زندگی صہبا سے ہے دلربائی کے لئے ہے عشق ساز زندگی
آبروئے طور سینا قصۂ موسیٰ سے ہے مشترک ہے اس طرح راز و نیاز زندگی

زہرۂ "اردو" کو ذوق ربط ہے "نقاد" سے اور ہے الفاظ کو دوشیزۂ معنی پسند
سینکڑوں جلوے ہیں روشن اس "زبان آباد" سے کیوں نہ ہو اس کا نگاہ شوق کو جلوہ پسند

دی ہے سبکو دینے والے نے حیات مشترک اک مجھے پیدا کیا ہے کنج تنہائی کے لئے
میری قسمت میں نہیں ہیں واقعات مشترک جستجوئے "دل ہے" آغوش تمنا کے لئے

کیف زا ہے اس کا جینا مست باتیں اسکی ہیں جسکی آنکھیں صرف دید روئے جاناں ہو گئیں
"نیند اسکی ہے دماغ اسکا ہے راتیں اسکی ہیں جسکے شانوں پر تری زلفیں پریشاں ہو گئیں"

رشک آتا ہے مجھے اُن کی حیاتِ "عشق" پر — "حسن" ارمانوں سے ہے جنکا شریکِ زندگی
آہ مین ویرانۂ ہستی کا جزوِ مختصر — فطرت تنہا پسند اور اسپہ یہ شرمندگی

یہ خموشی، یہ سکوتِ مستقل، یہ بے حسی — کیا کرون مین جب کوئی نشتر زنِ دل ہی نہو
آرزو مندِ طپش ہون مین مگر اے بیکسی — کس طرح بسمل بنون جب کوئی قاتل ہی نہو

مجھکو شوقِ درد ہے، مجھکو ہے ذوقِ اضطراب — کیا کرون لیکن کوئی تڑپانے والا ہی نہین
آئے سامانِ خلش لیکر کوئی مستِ شباب — دل مین ہے ناسور بھی تلوے مین چھالا ہی نہین

ہو مبارک اہلِ عالم تمکو سامانِ حیات — ہے "رفیقِ زندگی" کا مجھکو سودا ہی بہت
یہ تمنا ہے مآلِ محشرستانِ حیات — مین تمنائی تو ہون مجھکو ہے اتنا ہی بہت

میری تنہائی مجھے رکھے گی یکتائے جہان — جب کوئی میرا نہین تو مین کسی کا کیا بنون
زندگی یہ ہے تو اے ویرانہ آرائے جہان — مِٹ کے بھی گوشہ نشینِ خلوتِ ذرّہ بنون

ہے کوئی دُنیا مین جو اِس آرزو کی داد دے — یا مجھے لادے کہین سے اشتراکِ آرزو
یا حیاتِ تازہ کی مجھکو مبارکباد دے — یا بنا ڈالے مری ہستی کو خاکِ آرزو

(نقاد)

اے چراغِ صبح سُن افسانۂ دوشِ نشاط!

اے چراغِ صبح، اے حیرت فروزِ انجمن، اے مرے دل سوز، اے تصویرِ سوزِ انجمن
لیگیا کوئی تماشائے مسرت لوٹ کر ہو گئی فانی ادائے چشم دوزِ انجمن
میرے دل پر بھی ہے داغِ برہمیٔ بزمِ عیش آہ! مین بھی تھا شریکِ تیرہ روزِ انجمن

ہر جلیسِ بزم سرخوش تھا مئے دوشاب سے
اور تو ضَو ریز اپنے جلوۂ شب تاب سے

آہ! مین آگاہ کب تھا اِس طلسمِ راز سے؟ بے خبر تھا گردشِ چرخِ ستم انداز سے
پردۂ چشمِ تماشا بن گئی حیرت مری لوٹ لی غیرون نے شوخیِ جلوہ گاہِ ناز سے
صبح ہو تو خونِ دل آنکھون مین بھر بھر کر رون کیا یہ مطلب تھا نمودِ بادۂ شیراز سے؟

ساغرستانِ طرب مین شورِ نا و نوش تھا
مذہبی سب ہوش مین تھے اور مین بیہوش تھا

سب ہوئے اُس بزمِ رفتہ مین ہم آغوشِ نشاط اور میری محویت کوشی، افرپوشِ نشاط
مجھکو رکھا قسمتِ تشنہ نے محرومِ سرور جام تھی گو ہستیِ صہبائے سرجوشِ نشاط
مین اگر ایسا نہ ہوجاتا تو میرے ہی لیئے خوب تھی فردائے اضمحلال سے دوشِ نشاط

اب جو بادِ عیش باقی ہے تو بے احساس ہے
آنکھ پر ہے دامنِ تر، اور صبحِ یاس ہے

ہمنشین، مین تجھسے وجہِ سرگرانی کیا کہون؟ آہ! اپنا حال اپنی ہی زبانی کیا کہون؟
خوف ہے میری طرح تو بھی نہ بھڑک اٹھے کہین آتشین افسانۂ سوزِ نہانی کیا کہون؟
داغ جو دل پر نمایان ہین اُنہین کو دیکھ لے اور جل بجھنے کی اپنے مین کہانی کیا کہون؟

رہ گیا ہون یادگارِ کاروانِ سوختہ
منزلِ ہستی مین ہون، مین اک نشانِ سوختہ

مجھسے برگشتہ رہا وہ آئینہ آرائے بزم	مجھ تک آنے بھی نہ پایا، پھر گیا مینائے بزم
کون تھا محفل میں ایسا، جو نہ تھا وحشت نگر	اضطرابِ شوق نے مجھکو کیا رسوائے بزم
میں مثالِ قیس، شوریدہ سر اُمیدِ دید	محملِ دشوار تھی میں نہاں لیلائے بزم
آہ! میں اُس بزم میں آزردہ تقدیر تھا
حسرتِ برباد کی بگڑی ہوئی تصویر تھا

اُسکے دستِ ناز تھے مصروفِ پیمانِ وفا	ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے تشنہ کامانِ وفا
تھی بہت ارزاں جسے کہتے ہیں جنسِ دلدہی	جمع تھا اک گوشۂ شہلا میں سامانِ وفا
مشتری ہر جنبشِ چشمِ سیہ کے تھے حریف	اور میں سر در گریباں، نالہ افشانِ وفا
وہ سماں، تسکین دہ ہر خاطرِ ناشاد تھا
میں، با ایں ساماں، وہی برباد کا برباد تھا

ہو چکی وہ گرمیٔ نظارۂ مشکل فروش	ہو گئے رخصت دل اپنے نذر کر کے دلفروش
عیش منزل میں ہوئی بے رونقی مسکن گزیں	ہو گیا نظروں سے پوشیدہ مہِ منزل فروش
میں خریدوں کس سے سودائے محبت کیا کروں؟	اب نہ باقی ہے وہ محفل اور نہ وہ محفل فروش
جنس میں صرفِ حریفاں شد، خریداری بجا
یوسفم ہمراہِ گرگاں، گرم بازاری بجا

اے چراغِ صبح اب تو بھی فنا ہونے کو ہے	آہ! بربادِ ہوائے جاں رُبا ہونے کو ہے
میں بھی تیرا ساتھ دینے کو ہوں میرے ہمنفس	میری جانِ زار بھی مجھسے جدا ہونے کو ہے
تجھسے پہلے کاش! گل ہو یہ مری شمعِ حیات	تیرے پیچھے بھی تو آخر فیصلہ ہونے کو ہے
سامنے تیرے ہوں روشن، میرے داغِ بیکسی
نعشِ بیکس میں بنوں، اور تو چراغِ بیکسی

چند لمحے تو بھی رو لے لاشۂ ناشاد پر	لوگ بھی آنسو بہا لیں کشتۂ بیداد پر
ہستیٔ قربان شدہ لائے پیامِ زندگی	ہو وفائے عشق ظاہر اُس ستم ایجاد پر
قبر میری اُس کے کوچہ میں بنے تقدیر سے	اور کندہ ہو یہ مطلع، مدفنِ برباد پر!
"وہ یوں ہی کرتا ہے بیداد، بیدادش بخیر!
"مرنے والوں کی نہ آئے یاد اُسے، یادش بخیر!"

(نقاد)

استعفائے محبت

مری دل نوازیون کا نہیں کیون خیال تمکو — سبب نشاط کیون ہے یہ مرا ملال تمکو
تمھین باوفا سمجھکر دلِ غمزدہ دیا تھا — نہ تھا شکوۂ تغافل نہ مجھے کوئی گلہ تھا
جو روا رکھی ہے اب یہ نگہِ عتاب تمنے — تو کیا ہی کیون تھا پہلے مجھے کامیاب تمنے
نہ وفا کا عہد کرتے نہ مرا یہ حال ہوتا — نہ تمھین خیال ہوتا، نہ مجھے خیال ہوتا
جو نظر تھی اُلفت آرا وہ اک عارضی نظر تھی — وہ پھرے گی مجھسے آخر مجھے اسکی کیا خبر تھی
نہ کسی پہ تھی توجہ نہ کسی سے ملتفت تھے — یہ تھی میری خوش نصیبی کہ مجھی سے ملتفت تھے
مری بدگمانیون کا تمھین تھا خیال پہلے — تمھین تھا کبھی گوارا نہ مرا ملال پہلے
مگر اب مجھی سے کاوش، مگر اب مجھی سے نفرت — مجھے دلدہی کی خواہش، تمھین دلدہی سے نفرت
وہ عدو سے خوش مذاقی، وہ لگاؤ، وہ تبسم — وہ کنایۂ محبت، وہ ہنسی بسرِ تکلم
وہ کرے جو دل لگی بھی تو اُسے نہ منع کرنا — مرے پیچھے اُس سے چھیڑین، مرے سامنے مکرنا
جو کرون گلہ مین اسکا تو خفا مجھی سے ہونا — نہ پسند میرا ہنسنا، نہ قبول میرا رونا
جو کبھی اکیلے ملنا، تو نہ بولنا ہنسی سے — کوئی بات بھی جو کرنا تو ادائے بے رخی سے
نہین غیر تم سے ناخوش، یہ کرم نہین تو کیا ہے؟ — مین ہون اشکبار و نالان، یہ ستم نہین تو کیا ہے؟
مین کہان سے لاؤن وہ دل جسے ظلم ہو گوارا — جو سہے جفائے پیہم، جسے ضبط کا ہو یارا
ہوئی دل پہ بارشِ غم کہ مین بار بار رویا — جو ہزار بار تڑپا تو ہزار بار رویا
مگر آہ! رحم تم کو مرے حال پر نہ آیا — مین نثار اس ادا پر! مجھے اور بھی رلایا
جو لگاؤ ہے مجھی سے تو عدو سے ساز کیسا؟ — جو نہین ہے مجھسے نفرت تو پھر احتراز کیسا؟
جو بڑھائی تمنے اُلفت تو صلہ یہ اوسکا پایا — کہ مجھے حقیر سمجھے مجھے آنکھ سے گرایا
مین وہ پھول ہون کہ مجھسا نہین دوسرا چمن مین — مرا رنگ ہے چمن مین، مری بو ہے نسترن مین
چمنِ کمال مین بھی سبب بہار مین ہون — مین ہون جانِ موسمِ گل، دلِ سبزہ زار مین ہون
وہ شراب ہون کہ جسین نہین درد نام کو بھی — مین وہ کیف ہون کہ جسکا ہے سرور جام کو بھی
مری آبرو کی تمکو نہین قدر اک ذرا بھی — مین ہون گوہرِ شرافت، مین ہون لعلِ بے بہا بھی

مجھے عشق نے جو خاکِ سرِ رہگذر بنایا — تو ہے خاکساریون نے مرے دلمین گھر بنایا
مگر اب جلا جلا کے جو مجھے ستا رہے ہو — تو یہ شانِ حسن گویا مجھے تم دکھا رہے ہو
مجھے خاک مین ملانا ہوا کیون پسند تم کو — مجھے خوف ہے کہ پہونچے نہ کوئی گزند تم کو
نہ تمہارے دشمنون پر پڑے صبر بیکسی کا — کہین داؤن چل نہ جائے مرے نالۂ شبی کا
ہے گداز سے مجھے ڈر کہ نہ شمع کو گھلاوے — کہین عشق حسن کو بھی نہ جہان سے مٹاوے
مری آہِ آتشین سے کہین بجلیان نہ برسین — کہین شور ہاؤ ہو سے شرر فغان نہ برسین
نہ ہو باعثِ کدورت کہین آہ دل نکل کر — کہین باہر آ نہ جائے دلِ مضمحل نکل کر
کہین ہو نہ جاؤ رسوا مرے جوششِ جنون سے — کہین آگ لگ نہ جائے مرے سوزشِ درون سے
اگر اب بھی رحم کھاؤ، اگر اب بھی مان جاؤ — اگر اب بھی ظلم چھوڑ دو، اگر اب بھی باز آؤ
تو مین بندۂ محبت، تو مین خادمِ وفا ہون — جو جفا کرو نہ مجھپر تو اسی طرح فدا ہون
مری دو ہی حسرتین ہین، نہین طول کچھ کہانی — وہی عہد دلنوازی! وہی رفع بدگمانی!!
اگر ان کو مان لو تم تو رخِ ملال بدلون — جو روش تم اپنی بدلو، تو مین اپنا حال بدلون
وہی لطفِ ہمکناری وہی لذتِ وفا ہو — نہ تمہین کوئی شکایت نہ مجھے کوئی گلہ ہو
مگر اب جو دلنوازی نہ ہو خوشگوار تمکو — تو کرو جو دل مین آئے، کہ ہے اختیار تم کو
جو ملے نہ مجھسے اب دل، تو عدو ہی سے نباہو — ملو اس سے جو ہے دشمن جسے چاہو اسکو چاہو
مجھے پھیر دو مرا دل جو ہے خستہ و شکستہ — کرو اب لگاؤ اس سے جو ہو خوشدل و خجستہ
جسے رشک ہو کبھی ہے نہ کسی سے بدگمانی — جو کبھی کرے نہ تم سے گلۂ غم نہانی
جسے انتہائے حسرت ہو فقط، ہوا و مستی — نہ ملالِ وصلِ دشمن، نہ غمِ عدو پرستی
مرا دل ہے صرف ماتم، یہ نہین ہنسی کے قابل — کرو اب تلاش اسکی جو ہو دل لگی کے قابل
جو بھرا ہے دل تمہارا تو مجھے بھی غم نہین ہے — خلشِ غمِ محبت مرے دلمین کم نہین ہے
جو ملا کوئی ٹھکانا، نہ مجھے کہین جہان مین — تو مین مر رہونگا اک دن کسی گوشۂ نہان مین
چلو تم رہو سلامت، تمہین ہو عدو مبارک — مرے پہلوؤن مین دردِ غمِ آرزو مبارک

نہ قرار میرے دل کو، نہ قرار میرے جی کو
یہ سلوکِ دوستی ہے، تو سلام دوستی کو

پیامِ آرزو

جذباتِ محبت کا وفور، اور کارفرجوانی کا اُٹھان، اگر دبائے سے بھی نہ دبے تو اوسکا اظہار محتاج دار وگیر نہین ہیان قوت ارادی کی بے حسی قابلِ معافی ہے۔

اُمید و یاس کا احساس ہر زخم رسیدہ دل کو ہوتا ہے۔ مگر ہر مایوسی کے بعد ایک اُمید کی جلوہ آرائی لازمی ہے، جسے سبب حیات اور مایۂ نشاط سمجھیے۔

چند در چند امتحانات وفا کے بعد اگر کوئی واماندۂ جفا پشیمان ہوکر کہدے کہ

"مین ہون تیار تمھین دادِ وفا دینے کو"

تو اُسے "پیام آرزو" دنیا فطرتِ محبت ہے۔ کیفیاتِ عشق کا جزرومد نا قابلِ مشاہدہ سہی، لیکن ایک وفا کوش دل، ناکامیٔ گذشتہ کی ہیبت متلافی سے متاثر ہوکر اگر خلوص اشتیاق کا اظہار کرسکتا ہے تو یہ نظم اُسکا آئینہ ہے۔ جو اُمید کدۂ محبت کے حیرانون کے لئے یقیناً عکس گیر جذبات ثابت ہوگی۔

سیماب

خدا نے دردِ عشق مرے دل کو جب عطا کیا — تمہاری پیاری پیاری شکل پر مجھے فدا کیا
تھے سو ہزار مہ جبین جہان کی نگاہ مین — تم ایسے نازنین کہ بس گئے مری نگاہ مین
تمہارے نازِ حسن نے پیامِ آرزو دیا — تمہین نیازِ عشق نے سلامِ آرزو دیا
ادائین دیکھکر تمہاری ہوگیا نثار مین — تمہاری شوخیون سے آج تک ہون بیقرار مین
شروعِ عشق مین مصیبتون نے چھیڑ چھاڑ کی — ہزار نوبتین ہوئین فساد کی بگاڑ کی
کبھی کسی کے رشک نے مجھے ملول کردیا — کبھی کسی خیال نے خفا فضول کردیا
تمہارے گال پر جو ہاتھ کا نشان ہوگیا — تبے کے سُنے مین تمسے بدگمان ہوگیا
ہنسے کسی سے تم تو بیکلی سی ہوگئی مجھے — کسی سے تمنے بات کی تو چپ لگی رہی مجھے
اکیلے تم کہین گئے تو وہم سیکڑون ہوئے — کوئی کہین ملا نہو وہ بہر سیر کیون گئے
نشستِ غیر راہ مین ہے اُن سے ملگیا نہو — کسی سے کچھ کہا نہو کسی نے کچھ سُنا نہو
وفا کا عہد پھر کسی کو دیدیا نہو کہین — قرار و قول پھر کسی سے لیا نہو کہین

اکیلا پاکے اُن سے کوئی عرضِ حال کرنے دے
بُری بھلی سُنا کے کوئی اُن کے کان بھرنے دے

تم آتے لوٹ کر تو بار بار پوچھتا تھا مین
کہان چلے گئے تھے، بیقرار ہو رہا تھا مین

بتاؤ تو ملا تھا کون کون آج راہ مین
جھکی ہوئی ہے آنکھ کیون، حیا ہے کیون نگاہ مین

یہ دیکھ دیکھکر مرے خیال منتشر سے ہین
کہ تم ہو بدحواس، سر کے بال منتشر سے ہین

نصیبِ دشمنان کسی سے آج لڑ کے آئے ہو
بھوین ہین کیون تنی ہوئی، کہین جھگڑ کے آئے ہو

شکن تمہاری دیکھکر ٹھٹک گئی جبین مری
تمہاری تیوریون مین اب تسلیان نہین مری

جو ہو کے خشمناک منہ کو کر کے لال آئے ہو
تم آرزوئے غیر کیا کہین نکال آئے ہو

مریضِ رشک دو ہم ہون دوائے اضطراب دو
دھڑک رہا ہے دل مرا جواب دو جواب دو

یہ سُن کے کھاتے تھے قسم تم اکثر اپنی جانکی
کہ ہون تسلّیان یونہی مجھ ایسے بدگمان کی

یقین سو طرح ہر ایک بات کا دلاتے تھے
مین روٹھتا تو بار بار تم مجھے مناتے تھے

غرض اسی طرح وہ عہدِ کشمکش گذر گیا
چڑھا بخارِ سوزِ دل ہوا چلی اُتر گیا

خطا کے اضطراب مین کیا کہ ابتدائے عشق تھی
سرِ نیاز مین ابھی نئی ہوائے عشق تھی

تمہارا کیا قصور تم محبّت آشنا نہ تھے
کسی غمِ آشنا کے ساتھ بستۂ وفا نہ تھے

کسی کے دل مین تم نے پہلے اپنا گھر کیا نہ تھا
کسی کو دل دیا نہ تھا کسی سے دل لیا نہ تھا

تلافیِ جفا کا اب تمہین خیال کیون ہوا
مین شاکیِ ستم نہین تو پھر ملال کیون ہوا

یہ سر جھکائے منفعل سے کیون ہو، سر اٹھاؤ تو
سنو تو ہائے مین نثار! ا میرے پاس آؤ تو

خدا گواہ ہے، اب مجھے ندامتِ وفا نہین
گلہ نہین ہے جور کا، شکایتِ جفا نہین

وہ شکوہ عدو غلط، وہ بدگمانیان غلط
وہ اضطراب دل کی سیکڑون کہانیان غلط

تمہین بھی اب تو میرے عشق کا یقین آگیا
مجھے بھی اعتبار وعدۂ وفا کا ہو چلا

وہ آئے دن کی کلفتین وہ رنج روز روز کا
وہ ذکر درد و یاس کا، وہ حال دل کے سوز کا

نہ اب میری زبان پہ ہے نہ اب کسی بیان مین ہے
اب اُسکا کچھ اتا پتا گذشتہ داستان مین ہے

یہ آرزو ہے اب نہ آئے موقعِ ملال بھی
کدورتون سے صاف ہون گمان بھی خیال بھی

نہ مجھسے تم خفا رہو نہ تم سے مین خفا رہون
نہ مجھسے تم جدا رہو نہ تم سے مین جدا رہون

ہنسی خوشی سے وقت زندگی کا سب نکال دین
جو آئے غم تو دور کرین جو رنج ہو تو ٹال دین

جو مہربان مرے شکستہ حال پر خدا ہوا
تو فکر دل سے دور، دل حراس سے جدا ہوا

وفا اب اپنا طور ہو، وفا اب بناؤ ڈھنگ ہو / ہون دونون دل اک سنگ مین ولولین بھی اُمنگ ہو

نہ دل ہو تم سے بدگمان نہ منتشر خیال ہو / جو میرے دل کا حال ہے وہی تمھارا حال ہو

یہ نازنین کلائیان یہ کالی کالی چوڑیان / وفورِ حُسن و عشق کی بڑھائین گرم جوشیان

یہ لمبے لمبے بال میرے دوش پر کھلے رہین / گلے مین گورے گورے ہاتھ رات مین پڑے رہین

یہ ابر یہ ہوا ہر مایۂ نشاط و عیش ہو / یہ موسمِ بہار وجہ انبساط و عیش ہو

مئے وصال سے ہو جام آرزو بھرا ہوا / عدو کے دل مین حسرتون کا ہو لہو بھرا ہوا

ثمر چکانِ عیش ہو نہال باغِ آرزو / بجھا ہوا پڑا رہے چراغِ داغِ آرزو

تمھارا آستان ہو اور سرِ نیاز ہو مرا / روانِ زمزمہ دلِ شکستہ ساز ہو مرا

یہ آرزو جو میرے دل سے آئی ہے زبان پر / پیامِ عشرت و سرور لائی ہے زبان پر

زبان سے نکل پڑی ہے شوخئ زبان کے ساتھ / مچل رہی ہے خود بخود سلاستِ بیان کے ساتھ

تم اس کو سرخرو کرو تو آبروئے عشق ہے / یہ حسرتِ ہوس نہین، یہ آرزوئے عشق ہے

وفا کا عہد اسکتے ہین کہ دست و دل کا ساتھ ہے / خموش کیون ہو کہہ بھی دو! "یہ دل ہے اور یہ ہاتھ ہے"

تمھین یہ فخر ہو کہ حُسن دل نواز ہو گیا
مجھے یہ ناز ہو کہ مین اسیرِ ناز ہو گیا

ارض تاج

ہین نور معرفت کے روشن سراج تجھمین
ہر درد اور دکھہ کا پیدا علاج تجھمین
ظاہر جہان پہ ہے جو کچھ ہے آج تجھ مین
روحانیت کا ابتک قایم ہے راج تجھمین
کس بات کی کمی ہے ای ارض تاج تجھمین

تو شاعرون کا مولد تو فاضلون کا مسکن
تو ماہرون کا ماوی، تو کاملون کا مسکن
علم وعمل کا گھر ہے اور عاملون کا مسکن
زندہ دلی کا ملجا، زندہ دلون کا مسکن
کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

ہین آفتاب عالم قصر منیر تیرے
رشک جم و فریدون ہین سب فقیر تیرے
دنیا مین کارنامے ہین بے نظیر تیرے
میر و نظیر و غالب گہوارہ گیر تیرے
کس بات کی کمی ہے ای ارض تاج تجھمین

اکبر ہے دفن جسمین، وہ سرزمین تو ہے
صاحبقران کا مدفن، ہان بالیقین تو ہے
ہین جسکے دامنون مین پنہان حسین تو ہے
کتنی امانتین ہین، جنکی امین تو ہے
کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

نقش طلسم حیرت، ہے ایک تاج تیرا
ہے اس سے نام روشن مثل سراج تیرا
ممتاز آسمان سے سایہ ہے آج تیرا
اللہ رے تیرا عشوہ، اف رے مزاج تیرا
کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

وہ روضۂ مصفا اور وہ کنار جمنا
صدقے ہر اک طرف سے ہر جوئبار جمنا
ریگ روان مین تیری، جوش خمار جمنا
جمنا تری سہیلی، تو یار غار جمنا
کس بات کی کمی ہے ای ارض تاج تجھمین

وہ تاج جسکو گنج صد آفتاب کہیے
عنوان صبح کہیے، موج شباب کہیے
کم ہے اگرچہ اسکو خورشید ناب کہیے
یا بے مثال لکھیے، یا لاجواب کہیے

کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

وہ تاج جسکا جلوہ نیرنگ معرفت ہے   ہر آنکھ مین گھر اسکا ہر دلمین منزلت ہے
وہ لوگ معرفت سے جنکو مناسبت ہے   کہتے ہین "اسمین پیدا حسن بنائیت ہے"

کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

تیری عمارتون مین اک شان ہے نرالی   تیری حکایتون مین سامان بے مثالی
پیرس کے منظرون سے کیون ہو نہ آنکھ خالی   تو ہی تو ہے جہان مین انداز و ناز والی

کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

دامن پہ تیرے نقش حسن و جمال لاکھون   تیرے چمن مین کلیان اے نونہال لاکھون
ہین لوگ ہر طرح کے ضرب المثال لاکھون   اہل ہنر ہزارون اہل کمال لاکھون

کس بات کی کمی ہے ای ارض تاج تجھمین

تو اک عروس نازان، تجھسے نیاز مجھکو   ہین دل پسند تیرے انداز و ناز مجھکو
اُلفت نے تیری بخشا سوز و گداز مجھکو   تو نے بنا دیا ہے جلوہ نواز مجھکو

کس بات کی کمی ہے ای ارض تاج تجھمین

اے ارض تاج، تیری مٹی سے مین بنا ہون   "عمر دراز" تیرے آغوش مین پلا ہون
تیرا ہی شیفتہ ہون، تجھپر مٹا ہوا ہون   تو مثل کیف مجھمین، مین کیفیت نما ہون

کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

حسرت یہ ہے کہ بکھرے جب جسم کا نشیمن   دو گز زمین تیری، ہو بہر روح مسکن
جب تک جیون رہون مین تیرا ہی گرد دامن   مر جاؤن تو تجھی مین بن جائے میرا مسکن

کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

اے ارض تاج تجھکو سیماب سے بقا ہون   ہو نام تیرا باقی سیماب جب فنا ہو
وجہ حیات، لوح تربت پہ یہ پتہ ہو   ہو پہلے نام میرا پھر آگرہ لکھا ہو

کس بات کی کمی ہے اے ارض تاج تجھمین

جشن سلطانی

(ایک مہجور کی نگاہ سے)

بزم عشرت کے مزے کیا پوچھتا ہے ہم نشین
کچھ مجھے معلوم ہو تو مین بیان اُسکا کرون

مین اسیر قید غم ہون یا بزنجیر ملال
رونق دربار دہلی کا تماشا، کیا کرون

اسقدر مجبور دیکھا ہے کسی مہجور کو
عازم دہلی ہون سب احباب مین دیکھا کرون

صفحۂ قرطاس پر دیکھا بہت کچھ حال جشن
نقل اُن اخبار سے کب تک کرون کیا کیا کرون

اب رہی توصیف شاہ جارج دام ملکہ
کس طرح اس این زبان کلک کو گویا کرون

سب زمانہ اُن کا واصف سارا عالم مدح خوان
ایک مین الکن زبان کیونکر بیان پورا کرون

وہ شہ ہندوستان مین اک گدائے تفتہ دل
کیون بھرم ہلکا صدائے بینوائی کا کرون

آہ میرے دل سے سارے عیش دُنیا دور ہین
کیا خیال جوبی آرائش دُنیا کرون

کاتب تقدیر نے قسمت مین لکھا ہے یہی
خندہ زن ہون مجھپہ سب احباب مین رویا کرون

ابتدا ہے غلط دیباچۂ فکر صحیح
انتظام و فکر تشبیب قصیدہ کیا کرون

کیا کرون مجبور ہون، معذور ہون، مہجور ہون
آپکا کہنا سر آنکھون پر مگر مین کیا کرون

کے بیا مدسے کہ شد دربار این ہم یاد نیست
ہیچ افسانہ بجز افسانۂ غم یاد نیست

درد دل تو ہی بتا اپنے لئے چارہ کوئی
یار کی منت کرون، یا منتِ عیسیٰ کرون

ناخنِ دست جنون کی پرسشین درکار ہین
دل سکین تو جوشِ بیزری سر سودا کرون

میرے پیراہن کے سو ٹکڑے ہین مانند کتان
چاک دامن کو سیون یا جیب کو بخیہ کرون

اُٹھو ہام خلقت وہنگامۂ عالم فضول
فکر خلوت ہے تلاش خانۂ عنقا کرون

لوگ کہتے ہین کہ چھوڑ اپنے خیالات زبون
مین یہ کہتا ہون کہ اِن کو چھوڑ کر پھر کیا کرون

مشغلہ ہے یہ مرے دل کے بہلنے کے لئے
زندگی کا مین نیا سامان پیدا کیا کرون

منہ لگی ہے جسطرح یہ عشق کی ظالم شراب
پی لون پیالون پیالے جی بھر کر تو پھر توبہ کرون

دے مجھے یارب وہ کیف عشق جسکے جوش سے
اپنی ہی تصویر دیکھون آپ ہی جھوما کرون

اپنی کُنہِ ہستی ناپید مین ہوا انہماک
آپ ہی اپنی حقیقت کو پڑا سوچا کرون

خود ہی آئینہ بنون اور خود ہی آئینہ نگر
اپنی ہی صورت پہ اپنے عکس کو شیدا کرون

بیخودی مین طے کرون میدان عشق عاشقی
خود ہی کھو دون آپ کو اور آپ ہی ڈھونڈا کرون

از شراب عشق ظرف ہستیم خالی مباد
ہرچہ بادا باد لیکن دل ز غم خالی مباد

جنّت سے پہلا خط

(ایک صغیر سن بچے کی طرف سے اپنے باپ کے نام)

روتے ہو ابّا اور امّاں ناحق مجھے دفنا کے تم
کرتے ہو کیوں آہ و فغاں میری لحد پر آ کے تم —

ابا جدا اندوہگیں اماں الگ بے آس ہیں
آخر یہ مایوسی ہے کیوں، ہم تو خدا کے پاس ہیں —

اپنی امانت تھا تمہیں اللہ نے مجھکو دیا
میں تو اُسی کا مال تھا، جب چاہا اُس نے لے لیا

بے سود آہ و زاریاں، بے فائدہ یہ شور ہے
قسمت پہ کسکا جبر ہے، قدرت پہ کس کا زور ہے —

ابا تمہارے پاس تو دو اور میرے بھائی ہیں
اک آرزو بگڑی تو کیا، دو دو مرادیں پائی ہیں

دونوں تمہارے پاس ہیں اک غنچہ ہے اک پھول ہے
تم کیوں ہو کمہلائے ہوئے، دیکھو تمہاری بھول ہے

رونے سے بھی کیا فائدہ، رونے سے کیا ملجائیگا
دُنیا سے جو جاتا رہا، واپس نہ اب وہ آئیگا —

اماں سے کہئے بندگی، کہدو نہ وہ روئیں مجھے
جاگیں تو دل سے دیں بھلا، اور بھول کر سوئیں مجھے

میں گلشن فردوس میں ہوں چین اور آرام سے
دکھ درد سے نا آشنا، واقف نہیں آلام سے —

حوریں بٹھا کر گود میں دن بھر کھلاتی ہیں مجھے
دیدے کے میٹھی لوریاں شب کو سُلاتی ہیں مجھے —

کھانے کو ہیں سو نعمتیں پینے کو شربت ہیں بہت
تم کیوں کڑھو، میرے لئے سامان راحت ہیں بہت

تم سے بھی ستّر درجہ مجھپر مہرباں اللہ ہے
غلماں میرے دوست ہیں حوروں کو میری چاہ ہے

آتی نہیں ہے بھول کر دُنیا کی مجھکو یاد بھی
بے فکر ہوں اور مطمئن، آباد ہوں اور شاد بھی

کپڑے ہیں نوری سیکڑوں میرے پہننے کیلئے
جنّت کے محلوں میں ہوں میں، ہے کیا کمی میرے لئے

بالکل بھلاؤ تم مجھے، ابا کڑھاؤ دل نہ تم
میرے نہ ہونے سے کبھی سونی کرو محفل نہ تم

تکلیف میری روح کو دیتے ہو جب روتے ہو تم
میرے لئے تکلیف کا گویا سبب ہوتے ہو تم —

تم فاتحہ مجھپر پڑھو، تو روح میری شاد ہو
دُنیا میں تھا میں نے پڑھا، شاید تمہیں بھی یاد ہو

خیرات کرتا ہے جو کوئی مرنے والے کے لئے
ملتی ہیں دس دس نیکیاں اک ایک کے بدلے اسے

کھانا کھلاؤ تم وہاں مجھکو یہاں کھانا ملے
اک قطرہ تم خیرات دو اور مجھکو پیمانہ ملے

مٹی جو اپنے ہاتھ سے تمنے مجھے دُنیا مین دی
صدقہ مین اُسکے آج ہے یہ آبرو مجھکو ملی

یہ تھی بڑی خوش قسمتی ہم آپ سے پہلے مرے
زندہ ہے وہ بیٹا جو اپنے باپ سے پہلے مرے

— ہم جس نئے عالم مین ہین اوسکی نرالی شان ہے
اُسکی نرالی شان پر دل ہر گھڑی قربان ہے

— یہ ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی یہ ہلکا ہلکا نور سا
یہ صبح کا ٹھنڈا سماں، باکیف سا مسرور سا

— یہ قمریوں کے چہچہے یہ سرو کی آزادیاں
یہ بلبلوں کا جھوم کر گانا مبارکبادیاں

— یہ باغ یہ نہرین یہ گھر، اور یہ محل بلّور کے
سرسبز یہ لاکھوں شجر اور اُن مین جھولے نور کے

— دُنیا مین اتنے دِن رہے لیکن نہ تھی آرام یہ
صَلِّ علیٰ صلِّ علیٰ، ایسی سحر اور شام یہ

اماّں خدا کے واسطے رونا نہ اب ہرگز جہین
اماں کو بھی تسکین دو کیے فکر وہ ہم سے ہین

جنّت مین جب آؤ گے تم پھر تمسے ملجائینگے ہم
دُنیا مین تو ہرگز نہ اب بھولے سے بھی آئینگے ہم

وہ رات دن کے جھگڑے، رونا، مچلنا، چیخنا
سو مشکلین، سو آفتین، قصہ بکھیڑا، جھگڑا اٹھا

مرتے ہی گویا چھٹ گئے ہم سیکڑوں آفات سے
آگاہ ہم پہلے نہ تھے فردوس کے حالات سے

— ہر وقت اک تازہ خوشی، ہر شادمانی ہے نئی
ہم مرکے زندہ ہو گئے، یہ زندگانی ہے نئی

— آگاہ ہو جائے اگر ہر آدمی انجام سے
بیزار ہو تو بہ کرے اس زندگی کے نام سے

(اسوۂ حسنہ)

جنّت سے دوسرا خط

ایک معصوم بچی کی طرف سے اپنی مان کے نام

ہون جسکی پژمردہ کلی اُس خشک ڈالی کو سلام
کھیلی ہون جسکی گود مین اُس گود والی کو سلام

وہ جس نے دکھ سہکر بڑے ارمان سے پالا مجھے
بہتر سمجھکر جس نے اپنی جان سے، بالا مجھے

امّان مجھے معلوم ہے میرے لئے روتی ہو تم
بے چین دن کو اور نہ شبکو نیند بھر سوتی ہو تم

ہر وقت میرا دھیان ہے، ہر وقت میری یاد ہے
میرے خیالون مین تمہاری زندگی برباد ہے

جب سے مری ہونی ہین، تمہین رونے سے ہر دم کام ہے
میرے سہونیلے، بھرے گھر مین بپا کہرام ہے

امّان مرے غم مین نہ کچھ کھاتی نہ کچھ پیتی ہو تم
بیزار ہو کر جان سے دُنیا مین اب جیتی ہو تم

بھرتی ہو آنسو آنکھ مین آغوش خالی دیکھکر
دیکھی مری جو چیز وہ فوراً اُٹھا لی دیکھکر

جب میری گڑیون پر نظر پڑتی ہے رو دیتی ہو تم
اور میرے کپڑون کو کلیجے سے لگا لیتی ہو تم

ہان ہان مرے مرنے سے سینہ مین پڑا ناسور ہے
ہر وقت چہرہ سُست ہے، ہر وقت دل رنجور ہے

امّان مگر یہ رنج و غم بیکار ہین، بے سود ہین
جو سکھ مجھے دنیا مین تھے اُن سے سوا موجود ہین

جنت مین جیسا ہے دیا اللہ میان نے گھر مجھے
ویسا نظر آتا نہین دُنیا کے پردے پر مجھے

حورین مری ہمجولیان، غلمان میرے بھائی ہین
میری طرح دُنیا سے لاکھون لڑکیان اور آئی ہین

آپس مین ہم سب کھیلتے ہین پھول کلیان بین کر
بھرتی ہین اپنی جھولیان جو رون سے موتی چین کر

دُنیا کی جتنی لڑکیان فردوس مین آباد ہین
وہ سب مری غمخوار ہین، میری طرح دل شاد ہین

آتی ہے جو لڑکی یہان، امّان سے اپنی چھوٹ کر
جاتی نہین واپس کبھی، لذت یہان کی لوٹ کر

شاید تمہین یہ فکر ہو، اب گور مین تنہا ہون مین
امّان وہان تو لاش ہے، اور چین سے اس جا ہون مین

مٹی کی اک تصویر تھی، مٹی مین دفنا دی گئی
جو مشت کی مٹی ہو گئی، مٹی مین ملوا دی گئی

نکلی جو اپنے گھر سے تو، سیدھی خدا کے گھر گئی
اچھا ہوا امّان کہ مین بچپن مین اپنے مر گئی

زندہ اگر رہتی وہان، ملتی نہ یہ راحت مجھے
کرتی ہزارون غلطیان، ہوتی نہ لیون فرصت مجھے

تم بیاہ کردیتیں مرا، پھر بھی تو تم سے چھوٹتی
دولہا کے گھر کیا جانے کیا مجھ پر مصیبت ٹوٹتی

آپکی مجھکو ہے خبر، گو زندہ و آباد ہین
لیکن غمِ دنیا سے وہ مغموم ہین ناشاد ہین

کپڑون کا دکھڑا ہے کبھی، فاقون کی زحمت ہے کبھی
جینے کا رونا ہے کبھی، مرنیکی حسرت ہے کبھی

دُنیا کے لاکھون جھگڑے ہین اور اُن کی جلن ہے،
مرجائین تو جھگڑا چُکے، تم کو بھی یہ ارمان ہے

امّان، خدا کا شکر ہے، ہم اس مصیبت سے بچے
مر گئی تو ہون سب سے چُھٹے، اس رنج و آفت سے بچے

رونا خلافِ صبر ہے، اب صبر کرنا چاہیے
جو مرگیا اس کے لئے تم کو نہ مرنا چاہیے

تم یون سمجھ لو مین تمہارے پاس آ کی رہتی نہ تھی
مجھکو مری روحِ رواں دنیا مین لائی ہی نہ تھی

اب تم جو مجھکو روؤگی، زندہ نہ مین ہو جاؤنگی
جاکر کوئی آتا نہین، کیونکر کہون پھر آؤنگی

دنیا کے ہر آرام سے، آرام بڑھکر ہے مجھے
سرسبز و امان ارم، آغوشِ مادر ہے مجھے

کیا ابرِ رحمت ہر طرف گھنگھور ہے چھایا ہوا
امّان یہان پر بھیجدو، جو دل ہو کملایا ہوا

ہر وقت اک نزہت نئی، ہر دم نیا اک کیف ہے،
دنیا کی ہین خواہش کرون پھر بھی، تو مجھپر حیف ہے

جب ختم کر کے عمر تم اپنی، یہان پر آؤگی
امّان پھر اپنی گود کی بچھڑی ہوئی کو پاؤگی

ہوجائیگا تازہ وہ دل جو اب ہے مرجھایا ہوا
ہوگا نظر مین ہر طرف اک نور سا چھایا ہوا

دامن پکڑ کر مین تمہین فردوس مین لیجاؤنگی
حورون کو لیکر ساتھ استقبال کرنے آؤنگی

دیکھو گی جب جنّت کو امّان تم بھی خوش ہو جاؤگی
دُنیا کا نام اپنی زبان پر پھر نہ ہرگز لاؤگی

اللہ کرے آ لے یقین تمکو مرے آرام کا
اور صبر سے جائے بدل رونا یہ صبح و شام کا

کہتے ہین جسکو زندگی، دھوکا ہے امّان جان وہ
مر مر کے جو زندہ رہے، ہے واقعی نادان وہ

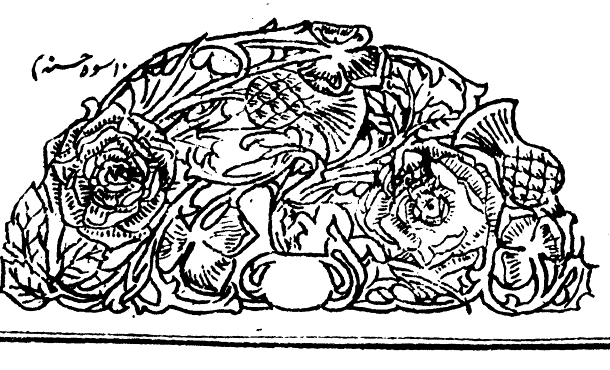

جنت سے تیسرا خط

(ماں کی طرف سے بچوں کے نام)

مرے غمگسار بچو! مرے بیقرار بچو!
تمہیں صبر دے الٰہی مرے سوگوار بچو

ابھی چند روز سے میں تمہیں چھوڑ کر ہوں آئی
یہ ہے سچ تمہارے دل کو نہیں طاقت جدائی

مگر اے پیارے بچو! تمہیں کیا خبر نہیں ہے
جسے جانتے ہو دنیا وہ کسی کا گھر نہیں ہے

وہ جہاں جس میں تم ہو، ہے فقط سرائے فانی
نہ قیام ہے دوامی، نہ حیاتِ جاودانی

نہ ٹھہرنے کا ٹھکانا، نہ پتہ ثبات کا ہے
کہ قیام اُس سرا میں فقط ایک رات کا ہے

نہیں کوئی ایسی ہستی کہ جو جاوداں رہی ہے
نہ رہا کسی کا بیٹا، نہ کسی کی ماں رہی ہے

جو ہوا جہاں میں پیدا، وہ فنا ضرور ہوگا
جو ہے زندہ اُسکو چکھنا یہ مزہ ضرور ہوگا

پس ازیں رہینِ درماں کہ نہ کیا مجھے قضا نے
کرو شکر تم خدا کا کہ لگا دیا ٹھکانے

پسِ مرگ میں نے مانا نہیں کوئی چیز مٹی
کیا دفن تم نے لیکن، تو ہوئی عزیز مٹی

میں ابھی وہیں ہوں باقی، کہ ہو تم مری نشانی
مجھے کب ہے اور کیوں ہو، غمِ مرگِ ناگہانی

مری قبر پر اب آکر جو پڑھو گے فاتحہ تم
مری روح شاد ہوگی، ہو خدا سے آشنا تم

دمِ صبح پڑھ کے قرآں جو کروگے تم دعائیں
تو ارم میں گھیر لیں گی مجھے رحم کی گھٹائیں

ہوئی میں جہاں سے رخصت یہ بڑا فراغ لیکر
کہ نہ آئی پیارے بچو میں تمہارا داغ لیکر

جیو تم جہاں میں جم جم، نہ رہے ملال تمکو
مری موت کا رہے گا کوئی دن خیال تمکو

وہ قریب ہے زمانہ، کہ مجھے بھول جاؤ گے تم
مری یاد آئے گی بھی تو اُسے بھلاؤ گے تم

ابھی تازہ سانحہ ہے، ابھی تازہ واقعہ ہے
کرو صبر پیارے بچو، کہ اسی میں کچھ مزہ ہے

مری موت کیا نئی ہے، یونہی مر چکے ہیں سب
گذران ہے دارِ فانی، کہ گذرتے آئے ہیں سب

کوئی اور ماں کبھی ایسی کہیں تم نے کیا سنی ہے
نہ ہے جسکو موت آئی، جو سدا جہاں میں جی ہے

میں انوکھی کیا مری ہوں، کہ ہے میرا سوگ تمکو
کہ ملیں ایسے لاکھوں ہی ملیں گے لوگ تم کو

تمھین صرف یہ الم ہی، کہ ہماری مان نہین ہے
مگر اُن کو دیکھو جن کا کوئی مہربان نہین ہے

ہین بہت سے ایسے بچے کہ جہان مین ہین اکیلے
نہ پدر کہ حال پوچھے، نہ بہن کہ ساتھ کھیلے

نہ عزیز و آشنا ہین، نہ ہین دوست اور بھائی
کوئی اُنکے دل سے پوچھے کہ ہے کیا غم جدائی

جو ہین تم سے بڑھکے بیکس، جو تم اُن کا حال دیکھو
تو ہراس ہو نہ اتنا، نہ غم و ملال دیکھو

مرے بیقرار بچو، کرو صبر و شکر ہر دم
کہ سب اُم المجنون ہے چھلکر ہوئے خلد آگئے ہم

یہ ہماری زندگی کا تھا حصول پیارے بچو
کیا پرورش اُٹھا کر غم صد ہزار تمکو

تمھین تربیت دلائی، تمھین آدمی بنایا
جو نہ آتا تھا بتایا، جو نہ یاد تھا سکھایا

نہ رہا غرض ادھورا کوئی اور کام باقی
فقط اک اجل رہی تھی پئے انصرام باقی

جسے کہتے ہین قضا سب وہ کمالِ زندگی ہے
اسے کیا سمجھ رہے ہو یہ مآلِ زندگی ہے

رہے یاد جینا مرنا، تو خدا کے ہاتھ مین ہے
نہ ہمارے ہاتھ مین ہے، نہ تمھارے ہاتھ مین ہے

یہ تمام رشتے ناطے عدم و حیات تک ہین
یہ دکھاوا خواب کے سے فقط ایک رات تک ہین

(اسوۂ حسنہ)

جنتّ سے چوتھا خط

باپ کی طرف سے بچون کے نام

یتیم بچو! خدا تم کو زندگانی دے — تمہاری عمر تمہین مژدۂ جوانی دے
الم نہ تمکو کوئی رنج ناگہانی دے — وہان نصیب تمہین عیش جاودانی دے
تمہارے دل نہ دکھین یاالٰہی شاد رہو
تم اس جہان تمنّا مین بامراد رہو

خدا کے حکم نے تمسے جُدا کیا مجھ کو — اسیر پنجۂ دستِ قضا کیا مجھکو
اجل نے راہیِ دارِ بقا کیا مجھکو — بنا کے صانعِ قدرت نے کیا کیا مجھکو
ملا دی خاک مین تصویر میری ہستی کی
سوادِ گور ہے تعبیر میری ہستی کی

جہان ہون مین نہ وہان کوئی غمگسار ہے آج — نہ کوئی مونس و ہمدم نہ یارِ غار ہے آج
تمہارے غم سے مری روح سوگوار ہے آج — یہ داغ صرف چراغِ شبِ مزار ہے آج
یہ آرہا ہے نظر گور کے اندھیرے مین
کوئی فریب بھی تھا عمر کے سویرے مین

نہ مان نہ باپ نہ اولاد ساتھ آئی ہے — بہن ہے پاس نہ بیوی نہ کوئی بھائی ہے
برونِ قبر احبّا کی آشنائی ہے — لحد مین چار طرف بیکسی سی چھائی ہے
دیا نہ ساتھ کسی نے ملال ہے اتنا
ہمارے ساتھ ہی دنیا خیال ہے اتنا

تمہارے ساتھ کیلئے ہمنے ساری عمر نباہ — ہوے کہ تمہاری ترقی کے وسوسون مین تباہ
ملا کیا تمہین آرام ہمسے خاطر خواہ — ہمین یہ اُس کا نتیجہ ملا ہے ، یااللہ

ستم ہے، شمع تمنّا کو ہاتھ تمنے دیا
اندھیری گور مین بچوں نہ ساتھ تمنے دیا

غلط کہ میرے لئے بیقرار رہتے ہو
مری جدائی مین تم اشکبار رہتے ہو
ہے میرا سوگ تمہین سوگوار رہتے ہو
یقین نہین ہے کہ زار و نزار رہتے ہو

مری جدائی اگر ناگوار تھی تمکو
تو کیون مزار مین آنے سے عار تھی تمکو

مرا فراق اگر تم کو خوشگوار نہ تھا
تو پھر تمہارے لئے تنگ یہ مزار نہ تھا
یہ سب غلط کہ تمہین دل پہ اختیار نہ تھا
یہ سب ہے جھوٹ کہ میرے لئے قرار نہ تھا

یہ بات تھی تو مرے ساتھ دفن ہو جاتے
یہ بات تھی تو میرے پاس آ کے سو جاتے

تمہین ہے جسکا قلق اسکی ہے خبر مجھکو
کہ تم سمجھتے تھے اپنے لئے سپر مجھکو
خیال کرتے تھے راحت کا ذمہ ور مجھکو
بطور رسم کہا کرتے تھے پدر مجھکو

تمہاری بیکسیون کا وکیل مین ہی تھا
ضروریات جہان کا کفیل مین ہی تھا

تمہارے واسطے مال و منال لاتا تھا
خدا کی دین تمہین نعمتین کھلاتا تھا
ہر اک مصیبت و غم سے تمہین بچاتا تھا
تمہارے سکھ کے لئے آپ دکھ اٹھاتا تھا

ذرا خیال کرو پھر صرف بات کا ہے تو
یہ سوگ میرا نہین ہے، تعلقات کا ہے

تعلقات ہی انسان کے یاد آتے ہین
تعلقات ہی بعد فنا رلاتے ہین
مرے سلوک مجھے یاد اب دلاتے ہین
فریب صاف یہ دنیا کے رشتے ملتے ہین

تعلقات کا گر آدمی مین روگ نہ ہو
تو اس کے بعد زمانے مین اسکا سوگ نہ ہو

نہ رو و میرے یتیمو، فضول ہے رونا
مقدرات سے وہ ہو چکا جو تھا ہونا
اب ایسی فکر سے مفت اپنی جان ہے کھونا
نہ چھوڑو دن کے مشاغل نہ رات کا سونا

تمہارے واسطے سامان کائنات تو ہین

نہیں ہون مین، نہ سہی وہ تعلقات تو ہین

ملیگا رزق بھی، آرام بھی، مسرت بھی   نصیب ہوگا تمھین مال و زر بھی دولت بھی
کرین گے خویش و اقارب وہی محبت بھی   سکون و عیش بھی پاؤ گے اور راحت بھی

رہا نہ مین تو رہین کیا نہ خوبیان باقی
ابھی بہت ہین زمانے مین مہربان باقی

جو چاہتے ہو تمہارا کسی کو رنج نہ ہو   تعلقات کو دنیا مین اپنے کم کر دو
نہ دشمن اور نہ تم دوستون کے دوست بنو   جو چاہتے ہو مسرت تو ایک کام کرو

نہ اس جہان سے بالکل لگاؤ دل اپنا
تعلقاتِ جہان سے اُٹھاؤ دل اپنا

اگر یہ بات ہے امکان سے بیان باہر   تعلقات جہان سے نہین گریز و مفر
تو پھر یہ سوگ یہ غم سب فضول ہین یکسر   یتیم ہو، ارے کیا نہین ہے تم کو خبر

شکار صدمہ و غم اپنے آپ بنتا ہے
ہماری طرح تمھین بھی تو باپ بننا ہے

تمھین بھی آہ پڑے گا یونہی جدا ہونا   کہ ہر وجود کو دنیا مین ہے فنا ہونا
نہ چاہیئے مرے مرنے سے غمزدہ ہونا   جو عام بات ہو اُس سے ملول کیا ہونا

ہم آج مر گئے کل دوسرون کی باری ہے
یہ ایک رسم ہزارون برس سے جاری ہے

کھڑے ہوئے ہو خود اُس راستہ پہ تم حیران   گئے گذر کے ہین جس راستے سے پیر و جوان
جیے جو لاکھ برس بھی تو پھر ثبات کہان   لحد کا سب کو یہی دیکھنا ہے خوابِ گران

رہین گے پھول نہ پھولون مین رنگ و بو باقی
رہیگا اے مرے معبود ایک تو باقی

سرائے دہر مین شب کے سوا قیام نہین   مسافرون کے ٹھہرنے کا یہ مقام نہین
ہے چل چلاؤ کسی کو یہان دوام نہین   سحر جب آئی تو ملتا نشانِ شام نہین

یہ رہگذر ہے جہان قافلے گذرتے ہین
ہزار ہوتے ہین پیدا ہزار مرتے ہین

ہماری ہستیٔ رفتہ کی یادگار ہو تم — ہمارے گلشنِ اُمید کی بہار ہو تم
ہماری خاک سے اُٹھتا ہوا غبار ہو تم — یہ کہہ رہی ہین اُمیدین کہ ہونہار ہو تم

ہمارا نام ہے دنیا مین بیش و کم باقی
تمہارے دم سے ہین گویا جہان مین ہم باقی

ہمارا نام نہ تم خاک مین ملا دینا — تم آبرو نہ ہماری کہین مٹا دینا
ہماری محنتِ مرحوم کا صِلا دینا — تمہارے ہاتھ ہمارا ہے اب جلا دینا

کہ مرنے والا ہے زندہ جو نام زندہ ہے
جئے جو بعد فنا وہ مدام زندہ ہے

اُٹھو، اُٹھاؤ مصیبت عروج پانے مین — بڑھو بڑھاؤ قدم بڑھ چلو زمانے مین
تمہارا نام ہو دنیا کے کارخانے مین — ہنر مین، علم مین، اور آبرو بڑھانے مین

عزیز بن کے وہ حاصل کرو شرف اچھے
کہے زمانہ کہ "اچھون کے ہین خلف اچھے"

(اسوۂ حسنہ)

جنت سے پانچواں خط

(بیوی کی طرف سے شوہر کے نام)

اے پیارے شوہر دارِ فانی میں بعزت تم رہو
اللہ تم کو خوش رکھے جم جم سلامت تم رہو

میرا سلام شوق ہے او جنت سے ملنے آئی ہوں
کچھ داغِ دل کچھ حسرتیں میں نذر کرنے لائی ہوں

وہ داغ جو مر کر بھی میرے دل میں روشن رہ گئے
یا وہ کنول جو صبح تک محفل میں روشن رہ گئے

وہ داغ جن سے چاندنی چھٹکی اندھیری گور میں
وہ داغ جن سے چاندنا پھیلا ہے میری گور میں

وہ حسرتیں جو ساتھ لیکر میں بھرے گھر سے گئی
وہ حسرتیں جنمیں سما کر آپ کے در سے گئی

ہاں ہاں مجھے وہ آپ کا رنگ محبت یاد ہے
وہ آپ کا رونا وہ اپنا وقت رخصت یاد ہے

وہ دن ابھی بھولے نہیں میں جن دنوں دلشاد تھی
تصویرِ چشم شوق تھی زندہ تھی اور آباد تھی

دُنیا سے مٹکر رہ گئی اب نقشِ فانی کی طرح
عمرِ دو روزہ ڈھل گئی صبحِ جوانی کی طرح

بچے جدا مجھ سے ہوئے اور چھٹ گئے ماں باپ بھی
افسوس تو یہ ہے مجھے ہمراہ نہ آسکے آپ بھی

وہ زندگی جسمیں ملا تھا مجھکو پیغام وفا
معدوم ہو کر رہ گئی وہ صورت نام وفا

وہ آپکی دلبستگی، وہ عشق، وہ دل کیا ہوا!
دیکھا تھا آنکھوں نے جسے وہ رنگ محفل کیا ہوا

بھولے جسے تم مجھکو ابتک یاد وہ اقرار ہے
شادی تمہارے بعد کر لوں اور، یہ دشوار ہے

لیکن ہوا معلوم وہ عہد وفا دو دن کا تھا
تھی یہ مجھے الفت عارضی ماتم مرا دو دن کا تھا

میں دیکھتی ہوں اور شادی کرکے لے بھی آئے تم
اُس پر فدا مجھسے زیادہ ہو گئے ہو ہائے تم

پیمان بھی تھا آپکا ہاں ہاں یہی وعدہ بھی تھا
اچھا کیا جو کچھ کیا، یہ آپکو زیبا بھی تھا؟

بچوں کو میرے کیوں نگاہوں سے گرایا آپنے
اپنی نئی بیوی سے ایسا دل لگایا آپنے

اللہ! ایسے سنگدل! گو آج روزِ عید ہے
گھر گھر میں ہے جوشِ خوشی، ہر دل میں اک امید ہے

ہمسایہ کے بچے تو ہیں کپڑے نئے پہنے ہوئے
اور لاڈلے میرے وہی کرتے پھٹے پہنے ہوئے

پہلے بھی ہوتی تھی خوشی پہلے بھی عید آتی ہی تھی — جوڑے نئے ہر سال میں بچوں کو سلواتی ہی تھی
مرتے ہی میرے آپنے وہ رسمِ اُلفت توڑ دی — میں کیا کہ میرے ننھے بچوں سے محبت چھوڑ دی
بیوی نے کپڑے ریشمی پہنے ہیں گوٹا ٹانک کر — اور میرے بچوں کی نہ لی افسوس اُس نے کچھ خبر
ہے اُسکے سر میں تیل بھی، گیسو بھی ہیں سلجھے ہوئے — اور میری بیکس لاڈلی کے بال ہیں اُلجھے ہوئے
غیروں پہ گھر میں آپ کی لعل و گہر برسا کریں — اور میرے بچے کوڑی کوڑی کے لئے ترسا کریں
بن ٹھن کے بستی سے گذرتے ہیں جو لڑکی پاس سے — بچے مرے اک اک کا منہ دیکھتے ہیں یاس سے
ان کو جگاتی صبحدم مَل مَل کے نہلاتی انہیں — ان کے بھی ماں ہوتی تو کپڑے آج پہناتی انہیں
افسوس بیوی آپکی کیا جانے حالِ بیکسی — بچوں کو میرے کیا نہ ہوگا کچھ خیالِ بیکسی
ہمسن حسن والی سے کہو نازاں جوانی پر نہ ہو — مغرور اپنی چند روزہ زندگانی پر نہ ہو
میں بھی اسی کی طرح اک دن دلہن آباد تھی — سجتی بھی تھی، بنتی بھی تھی، مسرور تھی اور شاد بھی
آغوشِ شوہر میں مجھے سو طرح کے آرام تھے — لیکن جو موت آئی کھلا وہ سب فنا انجام تھے
اُس جانشینہ سے مجھے اتنا گلہ شکوہ نہیں — رونا تو یہ ہے آپ نے بھی کر لیا دل آہنیں
للہ بچوں کو مرے اتنا نہ اب ترسایئے — تکلیف میری روح کو کیوں اسقدر پہنچایئے
میں دوسروں سے کیوں کہوں جب آپ انکے سر پہ ہیں — ہے دوسرا پھر دوسرا اور آپ انکے باپ ہیں
ان بیکسوں کو مہربانی سے اگر پالیں گے آپ — اللہ سے روزِ جزا اسکا صلہ پالیں گے آپ
میری موئی ہٹی کی دُنیا میں نشانی ہیں یہی — اور آپکے حق میں تو بہارِ زندگانی ہیں یہی
ملنے کو دُنیا میں ہزاروں بیبیوں مل جائیں گی — لیکن یہ پیاری صورتیں مُڑ کر نہ پھر ہاتھ آئیں گی
کڑھ کڑھ کے دیدی جان اِن کی ماں نے بچوں نے اگر — کیا آپ کو ہوگا نہ غم اللہ نہ ہوں گے جان بر؟
مرنا ہے سبکو ایکدن دُنیا کسی کا گھر نہیں — میرا نہیں گر پاس، کیا اللہ کا بھی ڈر نہیں
محوِ نشاط و عیش ہو کر اسقدر غفلت بھی کیا — دل سے بھلا دے فرض، وہ ہنگامۂ عشرت بھی کیا
مقصد یہ ہے بچوں کو اپنے ہاتھ سے نہلایئے — اُجلے نئے جو گھر میں ہوں کپڑے اُنہیں پہنایئے
لیجایئے مسجد میں اپنے ساتھ بچوں کو مرے — ہمراہ لے لیجئے پکڑا کر ہاتھ بچوں کو مرے
ہونگے اگر یہ خوش تو میری روح خوش ہو جائیگی — یہ بیکسی اِن کی نہ مجھکو گور میں تڑپائے گی

یہ آپ کی اولاد ہیں، اُمیدِ راحت ہیں یہی
ہیں یادگار اچھی یہی، دُنیا میں عزت اِن سے ہے

جنّت سے چھپٹا خط

(شوہر کی طرف سے بیوی کے نام)

اے مایۂ عیشِ جہاں اے نوبہارِ زندگی — زندہ رکھے تمکو وہاں پروردگارِ زندگی
عفّت تمہاری تھی مرے اوجِ شرافت کا نشاں — وابستہ تمسے تھا مگر عزّ و وقارِ زندگی
رہتی ہو اتنی بیقرار اب تم فقط میرے لئے — زندہ جو میں دُنیا میں تھا تم تھیں قرارِ زندگی
افسوس وہ نشو و نما کے زندگی جاتی رہی — باغِ جہاں میں لٹ گئے نقش و نگارِ زندگی
برباد ہوکر رہ گیا سب گلستانِ آرزو — دستِ قضا نے لوٹ لی آخر بہارِ زندگی
بعدِ فنا یہ رازِ ہستی آشکارا ہو گیا — تھا منحصر اک سانس پر دار و مدارِ زندگی
بخشی تھی جس نے زندگی مختار تھا وُسکا وہی — ہاں ہاں اُسی کے ہاتھ میں تھا اختیارِ زندگی

اندازِ فطرت میں خدا کی بھر سے لاثانی ہے وہ
فانی نہیں لیکن خدائے عالمِ فانی ہے وہ

میرے غمِ فرقت میں کیوں ! اسقدر جو گھبراتی ہو تم — پژمردہ گی ہے اسقدر مُرجھائی سی جاتی ہو تم
رنگین کپڑے اب نہیں ملتے پہننے کے لئے — ”بیوہ“ جو کہتا ہے تمہیں کوئی تو شرماتی ہو تم
اندوہِ رحلت نے مرے تمکو کیا ہے مضطرب — روتی ہو اور بچوں کو بھی دن رات رُلواتی ہو تم
کھویا ہوا شوہر زمیں سے پا لے گا کیا پھر تُمو — آنکھوں سے اپنی خون کے آنسو جو برساتی ہو تم
یہ انقلابِ چرخ ہے یہ گردشِ تقدیر ہے — یعنی سُہاگن تھیں کبھی اب رانڈ کہلاتی ہو تم
پڑتی نہیں ہے کل تمہیں رہتی ہو بیکل رات دن — اکثر تڑپ کر اپنے ہمدردوں کو تڑپاتی ہو تم
اب کھانے پینے کی ہو سُدھ تمکو نہ سکھ کی نیند ہے — بیوی مجھے معلوم ہے دُکھیا نظر آتی ہو تم

تم جاگتی ہو سوگ میں افلاک کے سائے تلے
اور سو رہے ہیں بیخبر ہم خاک کے سائے تلے

میری طرح جو دارِ فانی سے فنا ہو جائیگا — وہ مصیبت سے زمانے کی جدا ہو جائیگا

رونے سے ہے کیا فائدہ بیکار سی بات ہے اب مر بھی جاؤ گی جو تم رو کر تو کیا ہو جائیگا
بے سود ہے آہ و بکا کچھ غور کرنا چاہیئے کیا مرنے والا پھر کہیں جلوہ نما ہو جائیگا
بس "عقد ثانی" ہے مداوا اس غم جانکاہ کا اس طرح ہلکا کچھ دل درد آشنا ہو جائیگا
حکم شریعت سے اگر تمنے نہ کیں روتابیاں خوش ہو گی روح مصطفیٰ راضی خدا ہو جائیگا
تم پھر نئے سر سے سہاگن اسطرح بن جاؤ گی اس زندگی میں لطف پیدا اک نیا ہو جائیگا
پھر بزم عشرت ریز کی سرگرمیاں بڑہ جائینگی غم کی اندھیری رات میں پھر چاندنا ہو جائیگا

ایسا کرو تو سکھ پاؤ گی آرام کافی اس میں ہے
دُکھ جسقدر تم سہ چکیں سبکی تلافی اسمیں ہے

ننھےؔ ابھی نادان ہیں انکی کفالت چاہیئے دُنیا میں رہنا ہے تو سامان معیشت چاہیئے
عدت کے دن جب ختم ہوں ہو انتہائے بیوگی اسلام میں پابندی حکم شریعت چاہیئے
عفت پناہی کے لئے ہے اک محافظ لازمی عزت اسی میں ہے اگر دُنیا میں عزت چاہیئے
بد رسمیوں نے کر دیا اکثر گھرانوں کو تباہ دی ہے خدا نے عقل بد رسمی سے نفرت چاہیئے
کوئی مصیبت ایک سی حالت میں رہ سکتی نہیں لیکن مصیبت کے اٹھا لینے کو ہمت چاہیئے
فطرت کا ہے یہ اقتضا شوہر ضروری چیز ہے فطرت کے سب محتاج ہیں تائید فطرت چاہیئے
دل کی لگی دو روز میں ہو جائے گی سب دل لگی سب رنج و غم مٹ جائینگے شوہر سلامت چاہیئے

اچھا اگر میری اجازت کی ضرورت ہے تمہیں
تم "عقد ثانی" شوق سے کر لو اجازت ہے تمہیں

بلبلِ اسیر

تماشائی کا خطاب بُلبُل سے:-

اے اسیرِ فصلِ گل اے عندلیبِ بے قرار — کیون قفس مین آج تو بیٹھا ہی سر ڈالے ہوئے
آنکھ مین آنسو ہین رعشہ ہے بدن پر بار بار — بے سروسامان پڑا ہے بال و پر ڈالے ہوئے

تیری آہِ زیرِ لب سے مجھکو ہوتا ہے یقین — باغبان کا خوف ہے صیاد سے ڈرتا ہے تو
ہان مگر سُن لے کہ جو ڈرتا ہے وہ عاشق نہین — جان پیاری ہے تو پیارے عشق کیون کرتا ہے تو

راہِ عشق و عاشقی مین ہمتین درکار ہین — کھول کر اپنی زبان شور فغان سے کام لے
چار نالے ڈھب کے ہو جائین تو بیڑے پار ہین — دامنِ صیاد کیا صیاد کا دل تھام لے

اک پھریری سے جمودِ دلکو لے آ جوش مین — کر بپا شورِ قیامت حشر کے سامان کر
جان ڈال آہون سے اپنی حسرتِ خاموش مین — سامنے صیدی کے آ نالون کی برچھیان کر

گر تجھے رنج اسیری ہے تو کچھ تدبیر کر — زور سے کر ایک نعرہ اور قفس کو توڑ دے
کھینچ لے فریاد کا نشتر کلیجہ چیر کر — ہے یہ ناممکن تو آزادی کی حسرت چھوڑ دے

بلبل کا جواب:-

ہے مشیرِ نالہ و فریاد اپنی راہ لے — کیون اسیری مین کسی کو چھیڑنے آیا ہے تو
جان پر اپنی نہ میرے صدمۂ جانکاہ لے — لوٹ جا پیغامِ آزادی اگر لایا ہے تو

درسِ آزادی خلافِ مشربِ تسلیم ہے — یہ نہین معلوم اگر تجھکو تو اب معلوم کر

میری فطرت کو محبت کی یہی تعلیم ہے — شکر کے سجدے کرون لو ہے کی کڑیان چوم کر

نالے کرنا چاہتا ہون واقفِ نالا ہون مین — مین کوئی نا آشنائے لذتِ فریاد ہون
میرے دل مین سینکڑون جذبے ہین پامالِ آہ ہون — کچھ تو مینے سوچ رکھا ہے جو یون برباد ہون

گلستان نزدیک تر ہے خانۂ صیاد سے — ہین جوانانِ چمن مصروفِ خوابِ نازمین
مین قیامت کیون بپا کر دون لبِ فریاد سے — آگ پھولون مین لگا دون سوز بھر دون سازمین

نالہ آسان ہے مگر مشکل ہے ضبطِ آرزو — ضبط سے مایوس ہو جاؤن تو پھر نالہ کرون
ضبط اک بجلی ہے خرمن کی ہر جستجو — وقت آجائے تو گلشن کو تہ و بالا کرون

حسرتین صیاد جسدن نمایان ہوگئین — جان کے لیوا کو خود جینا مرن ہو جائیگا
ضبط کی چنگاریان جس روز عریان ہوگئین — یہ قفس خاکسترِ صحنِ چمن ہو جائے گا

منتظر منشائے فطرت کا ہون خاموشی کے ساتھ — ہون توکّل کیش ہین صبر و رضا میرے لئے
بند ہون کنجِ قفس مین خود فراموشی کے ساتھ — کوئی رستہ کھول ہی دے گا خدا میرے لئے

ہے نگاہون مین خدا کی مورد بیدادِ قید — کچھ نہ کچھ ان کاوشون کا فیصلہ ہو جائیگا
زندگی دو دن کی ہے لمبی سہی میعادِ قید — آج آیا ہے قفس مین کل رہا ہو جائیگا

دوشیزۂ بہار

نازشِ گلزارِ فطرت اے نگارِ بے پناہ — صدگُل و صدلالہ بر سر درّۃ التاجِ بہار
اے شبیہِ حورِ جنت زینتوں کی جلوہ گاہ — اور اے وہ جس کا نظارہ ہے معراجِ بہار

یہ تری چھلکی ادائیں یہ ترا جانب گداز — یہ تناسب یہ تجمّل یہ جوانی یہ اُبھار
کیف سے معمور آنکھوں میں قاسمِ صہبائے ناز — ہر نظر میں نازشوں کا اک چھلکتا آبشار

پردۂ رنگیں سے ہے رنگِ صباحت بے نقاب — ہے مجسّم دو زہرۂ تنویرِ رعنائی تری
ہے تری عصمت کا شاہد ہمتِ پیرِ حجاب — اور سراپا اک لطافت جامہ زیبائی تری

صندلیں کانوں میں کلیاں سنبلیں بالوں میں پھول — ایک سر پر ایک دستِ ناز بالائے کمر
ہے طلوعِ ماہ پیشانی سے با حسنِ قبول — کاش تو یوں رقص میں ہو اور لچک جائے کمر

بال ہیں بکھرے ہوئے عارض ہیں تیرے بے نقاب — تیرے ہونٹوں میں ہے اک پنہاں تبسّم بے قرار
ہیں ترے ابرو کشیدہ اور آنکھوں میں شراب — آہ کیا عالم ہے تیرا فتنہ گیر و حشر بار

ختم تجھ پر ہو گئی آرائشِ کُل کائنات — پیرہن آراستگی تو زیورِ نظّارہ ہے
تو قیامت ہے کہ برپا ہے باندازِ حیات — تیرے ہر انداز میں اک محشرِ نظّارہ ہے

ہے ترے ملبوس میں اک عشق کی لو دیتی ہیں — بدنما تو ہو پریشاں ہیبت آگیں بدحواس
تا نہ ہو تجھ کو نظر چشمِ تماشا خیز کی — عشق آ بیٹھا ہے خفا حسنِ تنہائی کے پاس

کیا ابھی اٹھی ہے سوکر خوابگاہِ ناز سے — عالم وارفتگی مین شان انگڑائی کی ہے
سینکڑون جذبات پیدا ہین ترے ہر ساز سے — اور تو تنہا ہے کیا یہ رات تنہائی کی ہے

آکہ صحن دل ہے تیرے ہی لئے آراستہ — آکہ آنکھین ہین حریم آرزو تیرے لئے
آہ کیون خاموش ہے با خاطرِ ناخواستہ — ہو رہی ہے حسرتون مین گفتگو تیرے لئے

دیکھ جلوون سے ترے ہین مست مرغانِ چمن — جوش نظّارہ سے شاخِ گل کو ہے بالیدگی
باریابِ خلوتِ رعنا ہے ہیمانِ چمن — ڈالیان سجدے مین ہین اِک سجدہ گاہِ بیخودی

بس یونہی سیدھی چلی آ تو دلِ ناشاد مین — اٹھ مثالِ نیشتر اور تیر بنکر بیٹھ جا
ہر سحر تیری پرستش ہو وفا آباد مین — حسن کی دیوی ہے تو تصویر بن کر بیٹھ جا

(پیمانہ)

نسیمِ برشگال

اے ہوائے روح پرور اے نسیمِ برشگال — تیرے سرد و نرم جھونکے کیا طراوت ریز ہیں
نازشِ صحنِ گلستاں ہے تری خنک خوش چال — تیری مستِ اندازیاں کتنی مسرت خیز ہیں

تو ہوائے گلشنِ فردوس ہے کیا اے نسیم! — یہ ترا دامن ہرا ہے جلوہ زارِ بوئے گل
چادرِ صبحِ عروسی، عکسِ لرزانِ شمیم! — موجِ نکہت بیز یا رقصانِ غبارِ کوئے گل

رونقِ باراں ہے تیرا حسنِ تاخیرِ خرام — زینتِ گلخانۂ ہستی ترا انداز ہے
اے سبک رفتار اے جادوئے تصویرِ خرام — تو پری ہے یا کوئی نقشِ طلسمِ ناز ہے

ہلکے ہلکے تیرے جھونکے بھینی بھینی اُن میں بو — اور ٹھنڈے ٹھنڈے تختے چھوٹی چھوٹی کیاریاں
کوئی فتنہ ہے ہوا ہے یا فقط دھوکا ہے تو — ہیں فریبِ دستِ گلچیں تیری گل آزاریاں

آہ، لیکن ہے یہ شوخی صرف دم بھر کے لئے — گرم کر دے گی تجھے ظالم شعاعِ آفتاب
شاق ہوگی یہ جدائی جانِ مضطر کے لئے — پھر وہی افسردگی ہے تا وداعِ آفتاب

اے نسیمِ باغ اے سرگشتۂ آب و ہوا — مایۂ آوارگی، سرمایۂ رنگِ بہار
آہ میرا اور تیرا ساتھ ہے کچھ دیر کا — تو بہارِ باز رس میں سایۂ ننگِ بہار

میں بھی ہوں تیری طرح مہماں اے میری نسیم — آمد و شد پر نفس کی ہے مدارِ زندگی
ہے دلِ حسرت زدہ پامالِ صد امید و بیم — آہ تا کے سرخوشِ کیفِ بہارِ زندگی

میں بھی فانی تو بھی فانی فرق اتنا ہے مگر
گلشن ہستی میں ہے تجھکو امید بازگشت
آہ آسکتا نہیں میں مثل نکہت لوٹ کر
اور تجھے ہوگی میسر روز عید بازگشت

تازگی تجھکو ملے گی صورت صبح چمن
اور مجھکو گوشۂ پر یاس و آلام لحد
تو قیامت تک رہے گی زینت صحن چمن
اور میں آفت کش تاریکیٔ شام لحد

(ادیب)

عرضِ تجلّیٰ

فریبِ ہوش ہیں یہ پردہ ہائے شبنم و گُل　　چمن طرازِ حقیقت! مجھے خراب نہ کر

مذاقِ غنچہ نشینی پہ یہ تبسّم ناز　　ہلاکِ جلوہ کو ناآشنائے خواب نہ کر

شگفتِ لالہ سے کر سیرِ خونچکانیِ دل　　کلی میں چھُپ کے تماشائے اضطراب نہ کر

شعاعِ صبحِ چمن سے نہ آفتاب گرا　　حدودِ شوق میں توسیعِ التہاب نہ کر

رجوع اپنی طرف کر کے بے نیاز نہ ہو　　لبوں سے کھینچ کے آزردۂ شراب نہ کر

جلیسِ جلوتِ نظّارہ کر تجلّی کو　　انیسِ خلوتِ رنگینیِ نقاب نہ کر

بنا صنم کدۂ آذری گلستاں میں　　خلیل ہے تو نوازش سے اجتناب نہ کر

اُٹھا بھی دے ورقِ یاسمیں کے پردوں کو　　تڑپ کے حُسن کی بجلی گرا حجاب نہ کر

برنگِ طور بسوز اسے نگاہِ ناز مرا

کلیمِ وادیِ حسرت بہ سوز ساز مرا　　(پیمانہ)

جوشِ انتقام

اٹھا دو چنگ و رباب اپنی بزمِ عشرت سے
کہ آ رہا ہوں میں صد محشرِ جنوں بر دوش

میں لا رہا ہوں پریشانیوں کی اک دنیا
بکا کے حشر بکاں و نہیبِ صور فروش

نظامِ بزمِ محبت کو فرصتِ تغیّر
اک انقلاب ہے میری نمود میں روپوش

شروع ہوتے ہیں کچھ واقعاتِ نوساماں
مغنیّہ سے کہو ختم کر فسانۂ دوش

مسل کے پھینک دو پھولوں کو آئینے توڑو
ہٹا دو پردۂ رنگین و مروحِ گل پوش

میں ذمّہ دار نہیں برہمیِ محفل کا
کہ میری بے خبری ہے وداعِ عالمِ ہوش

اب اپنے کیف سے ھشیار مستیِ مینا
اب اپنی خیر منائے نگاہِ بادہ فروش

مری نظر میں فنا آہ میں ہلاکت ہے
میں ہوں خرابِ پریشانی و خرابی کوش

حقیقتوں پہ ہیں آثارِ تیرگی طاری
سحر نہیں ہے، کہ ہو جاؤں مثلِ شمع خموش

مجھے جہانِ ریا کی جڑیں ہلانی ہیں
دو رنگیوں کی مٹانی ہے نخوتِ سرجوش

خلوص و مہرِ احبّا کا ماتمی ہوں میں
فریب خوردۂ نیشِ ستم بہ پردہ نوش

اب انکشاف کی قوت سے کام لینا ہے
منافقوں سے مجھے انتقام لینا ہے

(پیمانہ)

ذرّوں کا مستقبل

نہ کر پامال یوں ذرّوں کو احساسِ حقارت سے
کہ ہر ذرّہ ہے اِک جزوِ حسین اجسامِ ہستی کا

خزانے دفن ہیں زیرِ زمیں حسن و لطافت کے
یہیں موجود ہے سامان اس بربادِ بستی کا

گلے کو خم تو دے، سر تو جھکا، آنکھیں تو نیچی کر
بساطِ رہگذر آئینہ ہے رفعت پرستی کا

غرور و کبر جوہر بنکے ابتک اُڑ گئے ہوتے
اگر ٹھنڈا نہ پڑتا جوشِ آتش گاہِ ہستی کا

یہ ہر ذرّہ حقیقت جسکی سمجھی ہی نہیں تو نے
ستارہ ہے ستارہ! جادۂ معراجِ پستی کا

پسِ تکمیل جب اجسام مل جانے ہیں مٹی میں
اُبھر آتا ہے ذرّہ بنکے حصّہ نقشِ ہستی کا

یہ مرآۃِ صُوَر ہیں جن کو ذرّے جانتا ہے تو
ہر اک نقشِ مکمّل ہے فنا کی چیرہ دستی کا

یہی ذرّے کسی دن جوشِ خلقت سے جواں ہونگے
انہیں ذرّوں سے پھر پیدا زمین و آسماں ہونگے

(پیمانہ)

؟

کبھی کیا اسپہ غور تو نے، یہ خاکدانِ خراب کیا ہے
یہ صبح کو ارتحال کیوں ہے، یہ رات کا انقلاب کیا ہے

تغیرات اور علی التواتر، تصرفات اور بے محابا
کمالِ حسن و نشو و کیا ہے، زوالِ شیب و شباب کیا ہے

یہ آدمی ہے حجاب کس کا یہ خاک ہے پردہ دار کس کی
یہ روح یعنی جمال کیا ہے یہ جسم یعنی نقاب کیا ہے

یہ نغمے کیوں حشر سامعہ ہیں نشاط کیوں ہے فریبِ مستی
سرود میں یہ صدا ہے کیسی، نوائے چنگ و رباب کیا ہے

بہار کی اصل اور کیا ہے، ہیں رقص میں اشجار کب سے
ہے سرحدِ رنگ و بو کہاں تک، طلسم زارِ حباب کیا ہے

یہ موت اور یہ حیات فانی ہے کس کا قانون جاودانی
جو روز ہوتی ہے تجھ پہ طاری وہ ہست ترکیبِ خواب کیا ہے

یہ کیوں درخشندہ ہیں کواکب، آسمان کیوں ہے گردش نشین
ہے مہر میں التہاب کیسا، لطافتِ ماہتاب کیا ہے

ہے عقدۂ رازِ نظمِ ہستی، مگر ہے سب کو مذاقِ افشا
یہ کاوشِ بے شمار کیوں ہے، وہ شورشِ بے حساب کیا ہے

نکل کے اجسام سے یہ روحیں کدھر چلی جا رہی ہیں لاکھوں
تعیّنِ روزِ حشر کیوں ہے سیاستِ احتساب کیا ہے

فضائے دل حسن کی خلش سے بجراحت اندوزِ نیشتر کیوں
سکونِ تخیل کی تڑپ کا ذریعۂ اضطراب کیا ہے

تو صرف سائنس و فلسفہ ہی خود اپنی ہستی کا راز ہو کر
سمجھ جہان کی حقیقتوں کو بسکِ خیالِ مجاز ہو کر

(پیمانہ)

خالقِ جذبات، خیام العصر، مصورِ شباب، حضرت ساغر نظامی (علیگ) مدیر "پیمانہ" کی

شبابیات

ہیجان آور رباعیان کتابت کی بہترین صناعیوں، اور ترتیب کی حسین ترین رعنائیوں کے ساتھ چھپکر تیار ہین۔ ہر رباعی بجائے خود شباب کی ایک قیامت آفرین تصویر ہے۔ اور "اختراعِ فائقہ" کا نازک ترین نمونہ۔

"شباب" کی نوعیتِ خصوصی پر مختلف پہلوؤن سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

"دیباچہ" منظر صدیقی سیمابی اکبرآبادی کے زورِ قلم کا جوان نتیجہ ہے۔ جس نے ریحانِ تمہید مین جان ڈالدی ہے۔ رباعیون مین سے ایک رباعی ملاحظہ فرمائیے:۔

[illegible]

ہر رباعی صرف "جوانی" کے قافیہ مین کہی گئی ہے۔ اور اسطرح "شباب" کی ہمہ کیفیات کا مظاہرہ بہ اعتبارِ فلسفہ، ادب، منطق، اور رجحانیت نافذ کیا گیا ہے۔ ایک صفحہ پر ایک رباعی جلی قلم سے لکھی گئی ہے۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک ۸؍ (منیجر پیمانہ بک ایجنسی - آگرہ)

کاش آپ کو معلوم ہوتا!! کہ دفتر "پیمانہ" آگرہ کا شعبۂ دار الاصلاح و دار الترجمہ" اہلِ ملک کی خدمت کس وسیع پیمانہ پر کر رہا ہے اہلِ علم اور اربابِ ذوق اسکی خدمات سے گھر بیٹھے فائدہ اٹھا رہے ہین۔

غزلین، نظمین، قصیدے، فسانے، ناول، قطعات پیدائش و وفات، ڈرامے، کتابین۔ غرضکہ تمام چیزین "مناسب معاوضہ" پر ہر رنگ مین آپ کے نام یا تخلص سے لکھی جا سکتی ہین۔ انگریزی، ہندی، عربی کتابون کے تراجم ہو سکتے ہین، اور ہر وہ خدمت انجام دی جا سکتی ہے جسکا تعلق نگارش و تدوین سے ہو۔

جنوری سنہ ۲۴ء سے ابتک "دار الاصلاح" کے ذریعہ جتنے کام انجام دیے گئے کہین سے کوئی شکایت نہین آئی۔ بعد تعمیل، فرمائشی خطوط فوراً واپس کر دیئے جاتے ہین۔ اور تمام فرمائشین بہت سختی کے ساتھ "بصیغۂ راز" رکھی جاتی ہین۔ "دار الاصلاح" نے اپنا اعتبار ملک مین قایم کر لیا ہے۔ اور اس کا ہر کام مستند و معتبر ہوتا ہے۔ اسلئے کہ اسکے ارکین علوم متداولہ مین منتہی، فنِ شعر مین کامل، اور ادارت و تدوین مین "جرنلسٹ" ہین۔

آج ہی ارکا ٹکٹ بھیجکر شرائط کا رطلب فرمائیے۔ اور کوئی خدمت لیکر اس "ادبی شعبے" کی حوصلہ افزائی فرمائیے۔

معتمد شعبۂ دار الاصلاح و دار الترجمہ

دفتر "پیمانہ" آگرہ

علامہ مولانا سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی

کی مشہور و مقبول تصانیف

جو تمام ہندوستان میں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں اگر یہ کتابیں آپ نے اب تک ملاحظہ نہیں فرمائی ہیں تو ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ تاریخ، تہذیب، تمدن، ادب کے بہترین ذخائر ان میں محفوظ ہیں۔ سب کتابیں یکجائی طلب فرمانے پر محصول نہ لیا جائے گا۔

(۳)

سوانح زیب النساء بیگم

شہزادی زیب النساء بیگم کے صحیح و معتبر حالات

معہ فوٹو

قیمت مجلد ۸ر

(۴)

سوانح نورجہاں بیگم

ملکہ شہنشاہ نورالدین جہانگیر [illegible] بہترین مکمل لائف معہ فوٹو

سلیس اردو میں۔

قیمت مجلد ۸ر

(۱۰)

چراغ داغ

فصیح الملک مرزا داغ دہلوی کے حالات زندگی مع تبصرہ کلام اور تصویر۔

قیمت مجلد ۲ر

منیجر "پیمانہ" بک ایجنسی آگرہ سے طلب فرمائیے۔